حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث شمائل کا منظوم ترجمہ

حضرت قاری عبدالسلام مظہر ہنسوری مدظلہ

السلام اکیڈمی دیوبند

حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث شمائل کا منظوم ترجمہ

حضرت قاری عبد السلام مضطرؔ ہنسوری مدظلہ

السلام اکیڈمی دیوبند

تفصیلات

نام کتاب: حلیۂ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نام مصنف: حضرت الحاج قاری عبد السلام مضطرؔ ہنسوری مد ظلہ

ترتیب وتخریج احادیث: محمد اللہ خلیلی قاسمی، دارالعلوم دیوبند

سن اشاعت: ۲۰۱۶ء

صفحات: ۱۰۴

باہتمام:

حفظ اللہ قاسمی

السلام اکیڈمی دیوبند، ۲۴۷۵۵۴

www.deobandonline.com

info@deobandonline.com | Mob: 7417913092

ملنے کے پتے:

- مکتبہ عکاظ دیوبند
- دارالعلم، نزد دارالعلوم چوک، دیوبند
- یونانی میڈیکل ہال، ہنسور چوک ضلع امبیڈکر نگر، یوپی ۲۲۴۱۴۳

انتساب

- حضرت اقدس حکیم الامت ومجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ جن کی تصانیف ومواعظ میرے مربی ومرشد اور جن کی تالیف نشر الطیب مشمولہ شیم الحبیب مولفہ خاتم مثنوی حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی احادیث اردو زبان میں منظوم کرنے میں میری خضر راہ ہوئی۔
- مرشدی ومولائی شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ جن کی حیات طیبہ میں سنت نبوی کی عملی تصویر دیکھنے کی مبارک دولت نصیب ہوئی اور جن کے انفاس قدسیہ کے فیض سے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی[1] قدس اللہ سرہ کے طریق وسلوک میں معرفت الہیہ وعشق نبوی کے سنگم کا سراغ لگا۔ جس کے طفیل اس پوری نظم میں حدود شرعیہ کا پاس ولحاظ رہا۔
- مرشدی ومولائی مصلح الامت عارف باللہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری قدس اللہ سرہ جن کی نورانی صحبتوں میں نفس ونفاق کی معرفت اور خلوص وللّٰہیت کے الفاظ سے کچھ آشنائی ہوئی۔ جن کے فیض سے سراپائے رسول کے اشعار میں فرضی ومجازی رنگ آمیزی اور تکلف وتصنع سے حفاظت رہی۔

(۱) حضرت گنگوہی کے حکم سے حضرت مرشدی نے حضرت حاجی صاحب سے طریق وسلوک حاصل کیا۔ سلاسل طیبہ ونقش حیات

- اور مرشدی و مولائی بقیۃ السلف، متصف بالخلق العظیم حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الحلیم قدس اللہ سرہ فیض آبادی ثم جون پوری بانی مدرسہ ریاض العلوم گوریني ضلع جون پور جن کے تحسین وپسندیدگی کے بلند کلمات وارشادات پر مشتمل تقریظ وتحریر کے ساتھ اشاعت کے لئے ایک خطیر رقم عطا فرمانا اس کی مقبولیت عند اللہ کی دلیل ہے ان شاء اللہ اور اس ذنوب وجہول کی عمر کا بیشتر حصہ حضرت کے اقدام عالیہ میں گزارنے وکلبهم باسط ذراعيه بالوصيد کی سعادت وتوفیق حاصل ہونے اور ان جملہ مشائخ عظام کے صدقہ وطفیل امیدوار ہوں کہ یہ میری نجات ومغفرت کا وسیلہ بنے۔ آمین

عبد السلام مضطر ہنسوری عفی عنہ

مآخذ و مراجع

قرآن کریم

صحیح بخاری

صحیح مسلم

سنن ترمذی

شمائل ترمذی

سنن دارمی

مسند احمد

سنن دار قطنی

دلائل النبوۃ للبیہقی

شعب الایمان للبیہقی

السنن الکبری للبیہقی

دلائل النبوۃ لأبی نعیم الاصفہانی

شفاء للقاضی عیاض المالکی

زاد المعاد لابن القیم

المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ للقسطلانی

المواہب اللدنیۃ علی الشمائل المحمدیۃ للباجوري

مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی

سبل الہدی والرشاد للصالحی

نوٹ: احادیث کے زیادہ تر حوالے اور نمبرات مکتبۃ الشاملۃ الاصدار الثانی سے لیے گئے ہیں۔

فہرست کتاب

مقدمہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندویؒ

الحمد للہ والصّلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلّم

حضرت ہند بن ہالہ التیمی رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے۔ ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارکہ اور آپ کی وضع قطع کا نقشہ الفاظ میں کھینچنے کا ملکہ تھا، اس لیے ان کو وصّاف رسول کہا جاتا ہے۔ حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ذوق وشوق سے سنا کرتے۔ آنحضرت کی رفتار وگفتار، معمولات معلوم کیا کرتے۔ ان کے علاوہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کی روایت تمام سیر ومغازی کی کتابوں میں مذکور ہے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں تفصیل سے ان کو بیان کیا ہے۔ ابن الاثیر نے اس کی شرح لکھی ہے۔ صحابۂ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلق اور والہانہ وابستگی تھی اور آپ کی محبت جس طرح ان کے دل و دماغ کے باریک ریشوں اور رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی کہ باوجود اس کے کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے آپ کا جمال جہاں آرا دیکھ چکے تھے، مگر اس کے بیان کرنے اور سننے میں اور بار بار اس کے تذکروں میں ان کو روحانی مسرت حاصل ہوا کرتی تھی۔ یہ تمام روایات امام ترمذی نے یکجا کر دی ہیں اور اپنی سنن میں ایک باب شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مرتب کر دیا ہے، اس کی بیسیوں شرحیں لکھی گئی

ہیں۔ ان میں سب سے ممتاز شرح ابن الاثیر کی ہے جو منال الطّالب فی شرح طولِ الغرائب میں موجود ہے۔ اس کتاب کے معاصر محقق محمد الطناجی نے اپنے مقدمہ میں ایک منظوم حلیۂ مبارکہ کی نشاندہی کی ہے جو عربی میں اس موضوع پر پہلی کاوش ہے۔ حلیۂ مبارکہ کے بیان کرنے کے لیے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا سے جو روایتیں ہیں ان کے الفاظ عام فہم سے علیٰحدہ اور نامانوس ہیں جن کو عربی میں غریب کہتے ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لیے عربی ادباء کو بھی لغت سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نحوی تراکیب کا سمجھنا بھی عربی صرف و نحو پر دسترس کا طالب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ صدرِ اسلام میں کسی پُر عظمت اور اہم بات کو بیان کرنے کے لیے اسی طرح کی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں تقریریں نقل کی گئی ہیں جو آنحضرت کی خدمت میں قبائل سے آئے ہوئے وفود کیا کرتے تھے اور ان کے جوابات جو آنحضرت سے منقول ہیں وہ بھی اسی نہج کے ہیں۔ ابو سلیمان الخطابی نے ان روایات میں غریب الفاظ کی کثرت اور پیچیدہ تراکیب کا سبب یہ بتایا ہے کہ اس طرح کے جملے یاد کر لیے جاتے تھے اور ان کو بجنسہ نقل کرنا آسان ہوتا تھا برخلاف اس کے اگر عام بول چال میں ان کو بیان کیا جاتا تو صرف معانی محفوظ رہتے اصل الفاظ کم یاد رہتے۔

ان روایات کے ترجمے کثرت سے ہوئے ہیں۔ اردو میں قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین میں ام معبد کی روایت کا بہت اچھا ترجمہ کیا ہے جس کے الفاظ دلنشیں اور عربی کے قریب تر ہیں۔ سیرت نگاروں میں مولانا شبلی نعمانی نے تمام روایات کو یکجا کر کے سادہ الفاظ میں حلیہ مبارکہ اور معمولات کا ذکر کیا ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہا اللہ نے

بڑے ذوق و شوق سے ترمذی کے کتاب الشمائل کا ترجمہ کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے خطباتِ مدراس میں ایک خطبہ کی بنیاد انھیں روایات پر رکھی ہے۔ اردو میں نظم کرنے کی توفیق و سعادت میرے علم میں سب سے پہلے جناب قاری عبد السلام مضطرؔ صاحب ہنسوری کے حصہ میں آئی ہے اور ایسی عبارتیں جن کا ترجمہ نثر میں بھی مشکل ہے نظم میں بیان کرنا بڑی شاعرانہ مہارت کا طالب ہے اور مشکل کام ہے، لیکن ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ تعلق اور جذباتی عقیدت ان تمام مشکلات کا حل ہے اور یہی تعلق ہم سب کا رأس المال اور سرمایہء لازوال ہے۔

راقم السطور مضطرؔ ہنسوری صاحب کو مبارک باد دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیت، نظم پر قدرت اور وقت و محنت اس محبوب موضوع پر صرف کی جو تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے، عشقِ رسول کا مظہر ہے اور زبان و ادب کی خدمت بھی۔

ابو الحسن علی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۸ / ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

بشارتِ مقبولیت

حضرت اقدس سیدی ومرشدی مولانا الشاہ عبد الحلیم صاحب جون پوریؒ
بانی مدرسہ ریاض العلوم گورینی، ضلع جونپور یوپی

حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیثوں میں موجود ہے، شمائل ترمذی اسی موضوع پر ہے۔ اردو زبان میں بھی سیرت پر کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن سراپائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اردو نظم کے لباس میں ابھی تک منصّۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے کہ یہ بہت مشکل اور نازک ترین مقام ہے اور جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، لیکن جناب قاری عبد السلام صاحب سلمہ نے دلِ مضطر کے ساتھ اس وادی پُر خار میں قدم رکھا ہے اور اپنے دامن کو بچا کر اس وادی سے صاف گذر گئے ہیں۔ ان کی اس ہمت مردانہ پر صد آفریں ہے۔ اشعار میں نہ تو شاعرانہ مبالغہ آرائی ہے نہ حقیقت سے انحراف ہے، آداب کی پوری رعایت ہے اور ساتھ ہی ساتھ فن کاری اور پرکاری بھی ہے، اجتماعِ ضدین کیوں کر ممکن ہوا، ظاہر ہے توفیق الٰہی اور عشق ومحبت کی کارفرمائی ہے۔

کتاب مختصر مگر پوری کتاب انتخاب ہے۔ ہر شعر کے نیچے حاشیہ میں حدیث کا متن درج کر دیا گیا ہے۔ اہل نظر ملاحظہ فرمائیں تو محظوظ ہوں گے۔ اہل عشق ومحبت حرزِ جاں بنائیں تو تسلی پائیں گے۔ اہل علم مطالعہ کریں تو بیانِ سراپا کے نئے اسلوب پائیں گے۔ وآخرُ دعوانا اَن الحمدُ للّٰہِ رب العٰلمین.

(دستخط) حضرت مولانا عبد الحلیم عفی عنہ

عظیم المرتبت سند

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب اعظمی مد ظلہ
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

'حلیۂ نبی اکرم' شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منظوم ترجمہ بعض احباب کی کرم فرمائیوں سے نظر نواز ہوا۔ اس سے پہلے محترم مضطرؔ صاحب کا کلام پڑھنے یا سننے کی سعادت کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی، ماشاء اللہ نہایت ہی پاکیزہ، موثر، طرب انگیز اور کیف آفریں کلام ہے، جس کو پڑھ کر مجھ جیسا خشک آدمی اپنے تاثرات کو ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار ایک وجد آور گریہ طاری ہو گیا۔

بلاشبہ ہر زمانے کے ادباء و شعراء مختلف زبانوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور وصف پر طبع آزمائی کرتے رہے ہیں اور اپنے عاشقانہ جذبات کی نذر بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، مگر سچی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے واصف اظہار عجز کرتے ہوئے لَمۡ اَرَ قَبۡلَہٗ وَلَا بَعۡدَہٗ مِثۡلَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ اٹھے اور آپ کے ناعت تنگیٔ دامانِ نگہ کا گلہ کرتے ہوئے بول اٹھے :

دامانِ نظر تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

اور سعدیؒ باوجود بے پایانیٔ سخن کے درماندہ ہو کر رہ گئے:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ سوز و ساز کبھی بھی ختم ہونے والا نہیں اور ہر مومن کی زندگی اسی سوز و ساز سے وابستہ ہے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو امت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔ اور محترم قاری صاحب کو جزائے خیر عنایت فرمائے:

آمين آمين لاَ أقول لواحدةٍ
حتّى أضمّ إليها ا ألف آمينَا

عبد الحق غفر لہ
خادم دار العلوم دیوبند
یکم ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

سند مبارک

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی دامت برکاتہم وعمت فیوضہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

بڑے ہی خوش نصیب تھے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جنہوں نے کھلی آنکھوں محبوب رب العالمین سرور کائنات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کیا اور آپ کا سراپا اپنے سویدائے قلب میں بسالیا۔ یہ وہ شرف ہے جس کی بنیاد پر ان کو صحابیت کا رتبہ بلند ملا۔ جس رتبے کی ہم سری کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا خواہ وہ علم و عمل اور زہد و تقوی کی کتنی ہی بلندی پر پہونچ جائے۔

امت کے وہ حضرات جو بعد میں آئے اور رخ انور کی زیارت نہ کر سکے ان کے قلب مضطر کا سہارا بس ایک ہی چیز ہے کہ جن حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ کے سراپا کو دیکھا ہے، آپ کی رفتار و گفتار اور انداز نشست و برخاست کو صحیفہ دل پر نقش کیا ہے ان حضرات سے استفسار کر کے دل کو تسلی دی جائے۔ چنانچہ حضرات تابعین نے حضرات صحابہ کے سامنے اپنے شوق کا اظہار کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کچھ استفسار پر اور کچھ اپنے اظہار شوق کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے ایک ایک جز کو مکمل شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا۔ اور شمائل نبوی کا ایک مستقل علم کتب

احادیث کی زینت بنا۔ پھر ہر دور میں شمائل نبوی کا درس اور تذکرہ نہ صرف دینی درسگاہوں کا ایک اہم موضوع بنا رہا بلکہ عاشقان محبوب رب العالمین بھی شمائل نبوی اور بالخصوص حلیہ مبارکہ کو بڑے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھتے اور سنتے رہے ہیں۔ مختلف شعراء نے شمائل نبوی اور حلیہ مبارکہ کو نظم کے قالب میں بھی ڈھالا۔

اس سلسلے کی ایک اہم ترین کڑی جناب قاری عبد السلام صاحب مضطر ہنسوری دامت برکاتہم کا منظوم کلام ہے جس میں انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حلیہ کو انتہائی والہانہ لیکن محتاط انداز میں نظم فرمایا ہے۔ کمال یہ ہے کہ احادیث طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ طیبہ کے سلسلہ پر جو الفاظ آئے ہیں حتی الامکان ان کو اردو کے منظوم قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے جو ہر طرح کے تصنع اور تکلف اور شاعرانہ تغزل سے پاک ہونے کے باوجود انتہائی موثر اور دل نشین ہے۔ خود فرماتے ہیں:

ولیکن ایک مدت سے تقاضا ہے مرے دل کا
کہ لفظی ترجمہ کردوں "احادیثِ شمائل" کا

تغزّل ہو تصنع ہو نہ کچھ رنگیں بیانی ہو
عباراتِ حدیثِ پاک کی بس ترجمانی ہو

الحمد للہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے۔ حدیث اور سیرت وشمائل کی کتابوں میں شمائل وخصائل اور سراپائے مبارک سے تعلق جتنی روایات دستیاب

ہوئیں سب کو شامل کر لیا اور حاشیہ میں سب کا حوالہ بھی درج کر دیا۔ شعر کا وزن اور بحر شاہنامہ اسلام والا ہے جس میں نغمگی بھی ہے اور کشش بھی۔ قاری صاحب اپنی عمر کے آخری منزل میں ہیں۔ اب اس کتاب کا نیا ایڈیشن طبع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ قاری صاحب کے لئے صدقہ جاریہ اور ذریعہ نجات بنائے۔ اور قارئین کے لئے روح کی تازگی اور محبت رسول کی لذت سے آشنائی کا ذریعہ بنائے۔

ابو القاسم نعمانی غفرلہ

۱۴؍ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ / مطابق ۲۴؍ فروری ۲۰۱۶ء

نقد و نظر

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حنیف صاحب جون پوریؒ
سابق شیخ الحدیث وصدر جامعہ ریاض العلوم گورینی جون پور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بالإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

فبلغ العلى بكماله وكشف الدّجىٰ بجماله
حسنت جميع خصاله صلّو عليه وآله

مدح ومنقبت نام ہے کسی کے کمالاتِ بالغہ، اخلاقِ فاضلہ اور صورِ جمیلہ کے قدرِ وسعت اظہار واقعی کا۔ اور کس امر کا واقعی اظہار جب ہی ممکن ہے کہ اس شئ کی کُنہ اور حقیقت کا واقعی ادراک اوراحاطہ بھی طرق بشری کے لیے ممکن ہو۔ سو جس طرح بہت سے حقائق اور حقیقتیں انسان کے احاطۂ علمی سے خارج اوراس کے فہم سے بالاتر ہیں، اسی طرح حقیقت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسّلام، کمالات نبوت اور سرکارِ دوجہاں روحی فداہ کے حسنِ ظاہر کا واقعی ادراک اور اس کی کنہ تک رسائی ماسوا اللہ کے فہم وادراک سے وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ عارف شیرازی نے حرف بحرف سچ فرمایا کہ:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور اس لا انتہائیت کو ہمنوائے بلبل شیراز خواجہ عزیز الحسن رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ تھانوی کے مجذوب نے اس طرح ادا کیا ہے:

جن و ملک ہوں یا بشر، سب میں تو ہی ہے خوب تر
تجھ میں نہیں کوئی کسر، ہاں مگر اک خدا نہیں

اس لیے آں سرورِ علیہ الصلوۃ والسلام کی منقبت کا نہ حق ادا ہو سکتا ہے نہ شمائل وخصائل کا، نہ حلیہ مبارکہ وسراپا کا بیان ممکن، سچ فرمایا صاحب قصیدہ بردہ نے:

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَه
حَدٌّ فَيُعْرَبُ نَاطِقٌ بِفَم

مگر با ایں ہمہ عشاق اور اہل محبت نے اپنی اپنی تسکینِ خاطر اور دلِ مضطر کی تسلی کے لیے اپنی اپنی بساط بھر قدر ممکن ہر باب میں خواہ وہ مدح و منقبت کا باب ہو یا شمائل و سراپا کا، کوشش اور کاوش کی ہے اور مقصود ہر ایک کا قدرِ مشترک یہی رہا کہ خریدارانِ یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام میں نام ہو جائے:

ہمینم بس کہ داند ماہرویم
کہ من نیز از خریدارانِ اویم

چنانچہ خیر القرون حضراتِ صحابہ و تابعین کے دور سے لے کر آج تک

ہر صاحب نصیب و نسبت نے اپنے اپنے سفینۂ قلب کو اس دریائے خون کے گرداب میں ڈالا اور اپنے اپنے شوق و محبت کی مقدار نعت و شمائل اور حلیۂ مبارکہ کے گوہر ہائے آبدار کو نکال نکال کر دلِ نامراد کی مراد بر آری کی بلیغ کوششیں کی ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اس عقبۂ دشوار گزار میں قدم رکھتے ہی سب کی زبانِ حال سے صدا آئی تو یہی آئی کہ :

کشتیٔ دل یہ ناگہاں آگئی ناخدا کہاں
ہٹیے تو ابتدا نہیں بڑھیے تو انتہا نہیں

پھر ہوا کیا؟ یہی ہوا کہ اس راہ کے پختہ کار شہ سواروں نے اس آہ و فغاں کے جواب میں :

بحر یست بحرِ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
ایں جاجز ایں کہ جاں بسپارند چارہ نیست

کا نعرہ بلند کیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ ان قتیلانِ محبت نے سر دھڑ کی بازی لگائی اور دل بیچ کر جنوں کا سودا کرنے والوں نے جو کچھ کرنا تھا کیا اور جو کہنا تھا کہہ کر اپنے اپنے دل کی بھڑاس نکالی، پھر بایں ہمہ ان کی یہ تجارت تجارتِ رابحہ ہی ٹھہری کہ:

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

القصہ اس جام و سبو کا دور برابر چلتا رہا۔ لنڈھانے والے لنڈھاتے رہے اور پینے والے نہ سیر اب ہوئے نہ سیر!

پھر یہ باب کوئی باب نبوت نہیں تھا کہ خاتم کی بعثت اور ارسال سے بند

کر دیا جاتا بلکہ کَم ترَکَ الاَوّلُ لِلآخِرِ کے دستور پر بہتیرا ایسا بھی ہوا ہے اور ہوتا رہے گا کہ بعد والے بعض خصوصیات کے اعتبار سے وہاں پہنچے ہیں، جہاں اوروں کی رسائی نہیں ہوئی، خواہ فضل کلی کا سہرا اہل تقدم ہی کے سر کیوں نہ ہو، نیز یہ کہ جب حسن لا محدود اور کمالات لامتناہی اور ان کی کنہ غیر محاط تو اظہار و بیان کے ختم و انتہا کے کیا معنیٰ؟ حق تعالیٰ جل مجدہ ہمیشہ سے اس راہ میں مسابقت کرنے والے جاں باز پیدا فرماتے رہے اور تا قیام قیامت پیدا فرماتے رہیں گے۔

اسی دستور کے مطابق یہ دور بھی خالی نہ رہا اور نہ خالی ہے اس وقت خصوصیت سے اپنے مخدوم و محترم بزرگ اور دوست عاشقِ رسول قاری عبد السلام صاحب دام اقبالہ المتخلص بہ مضطرؔ ہنسوری کا نام لینا چاہتا ہوں کہ اس دور انحطاط میں حق تعالیٰ نے جہاں ان کو شعر و سخن کا ذوق مرحمت فرمایا ہے، وہیں اتباع سنت و شریعت اور عشق رسول کی دولت سے بھی نوازا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام سے جس طرح شعر و تغزل کا لطف ملتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ ہی دل میں محبت کی گرمی بھی ابھرتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے۔

ان کی مختلف الانواع نظموں اور نعتوں میں یہ ایک نظم حلیۂ مبارکہ پر مشتمل ہے، جس میں ان کے سازِ دل کو تصور حلیۂ مبارکہ اور مضرابِ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں نے کچھ اس طرح چھیڑا ہے کہ وہ سراپائے مبارک کو نظم کا لباس پہنانے پر مجبور اور ساتھ ہی محوِ حیرت مضطر اور مضطرب نظر آتے ہیں اور میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ نواح عشق ہے ہی ایسا تیہۂ حیرت کہ اس میں قدم رکھتے ہی تحیر، قلق، حسرت، یاس اور اضطراب دامنِ دل کو تار تار اور گریبانِ جگر کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ غالباً حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام

سے یہ صدائے درد انگیز لگائی تھی:

دل می رود زدستم صاحبدلاں خدا را
دردا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا

مگر بایں ہمہ انھیں کے قول ع

"اپنی اپنی نظر، اپنا اپنا جگر، حوصلہ اپنا ہے، اپنا مقدور ہے"

حق تعالیٰ جل مجدہ نے ان کو ایسی نظر، ایسے جگر، ایسے حوصلے اور ایسے مقدور کی دولت ارزانی فرمائی کہ انھوں نے اس دریائے ناپیدا کنار میں شناوری کی ہمت کی اور بتوفیق ایزدی اس کہ تہ سے ایسے ایسے گوہر ہائے آبدار نکالے ہیں کہ گلے کا ہار ہی بنانے کے قابل نہیں بلکہ جاں نثار کرنے کے لائق ہیں:

تمنا ہے کہ ہر ہر بال کی سو سو بلائیں لوں
جو ہاتھ آئے مرے گیسو تری زلف معنبر کا

سچی بات تو یہ ہے:

مرا از زلف تو موئے بسند است
ہوس را رہ مدہ بوئے بس اند است

اور یہاں تو سراپا ہے، ظاہر ہے کہ کس قدر قابل قدر کتنا بڑا سرمایۂ تسکینِ دل مہجور ہوگا، مگر شرط وہی ہے کہ دل محبت آشنا ہو۔

اصل مضمون کی دلربائی اور جاذبیت اِس مضمون کی درازی کا سبب ہے، امید کہ بارِ خاطرِ ناظرین نہ ہوگا۔

والحمد للہ ظاہراً و باطناً علی اِتمام ذٰلک.

(مولانا مفتی) محمد حنیف عفی عنہ (رحمۃ اللہ علیہ)
۵/ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

تصدیق

خطیب دوراں حضرت مولانا ابوالوفا عارفؔ صاحب شاہجہاں پوریؒ
سابق صدر جمعیۃ علمائے صوبہ یوپی

درج ذیل تصدیق ۱۹۶۸ء میں حضرت مضطرؔ مد ظلہ کے
دوسرے شعری مجموعہ کے لیے لکھی گئی تھی۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مولانا حکیم قاری عبد السلام صاحب مضطرؔ ہنسور، ضلع فیض آباد اپنے علم و عمل، زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ کا ذوقِ شعر و شاعری اب ”گلدستۂ حرم“ کے منصّۂ شہود پر آنے کے بعد کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کا یہ ذوق خدا داد ہے، ہر صنف شعر میں بحمد اللہ کافی مہارت ہے، فنی خصوصیات کے ساتھ ساتھ مضامین کی صحت اور بلندی قابلِ داد ہے، بالخصوص نعت کے سلسلے میں زائرِ حرم حمید صاحب لکھنوی کو فضلِ تقدم ضرور حاصل ہے مگر مولانا کی نعتیں اپنے اندر جو خصوصیات رکھتی ہیں، اس صدی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نعت کا میدان باوجود وسعت کے بے حد نازک اور خطرات سے پر ہے، بے پناہ جذبات پر شرعی ادب کی پابندیاں از اول تا آخر قائم رکھنا اللہ کے فضل و کرم اور دست گیری کے بغیر ناممکن ہے :

یہ ان کا کرم ہے ورنہ یہاں جبریل کے پر بھی جلتے ہیں
مضمون میں نعتِ سرور کے کچھ ایسی نزاکت ہوتی ہے

ایک سلیم طبع اور بلند پایہ ذوق کسی نظم یا نعت میں جس چیز کو تلاش کرتا ہے مولانا کے مجموعہ میں ان شاء اللہ وہ سب کچھ بدرجۂ اتم ملے گا اور اس دَور میں اہل ذوق جو تشنگی محسوس کرتے ہیں اس کی سیر ابی کا ان شاء اللہ مکمل اہتمام پائیں گے۔ میں تقریظ لکھنے میں بے حد کوتاہ قلم ہوں، احباب کو اس کا شکوہ ہے مگر صاحبِ کلام کے تقاضے کو تو ٹلا سکتا ہوں مگر جب کلام کا خود تقاضہ ہو تو اس کا ٹالنا میرے بس سے باہر ہے۔

ابو الوفاء عارف شاہجہانپوری
۲۹/جون ۱۹۶۸ء

نذرانۂ محبت وعقیدت

مولانا مفتی محمد اللہ خلیلی قاسمی

ناظم شعبۂ انٹرنیٹ (برائے آن لائن فتوی، دعوت ورابطہ)، دارالعلوم دیوبند

والدِ محترم حضرت الحاج حکیم قاری عبد السلام مضطرؔ ہنسوری ۱۹۲۴ء میں ایک ایسے گھر میں پیدا ہوئے جس کا بزرگوں سے قدیم تعلق رہا ہے۔ وطن ہنسور ضلع امبیڈکر نگر (فیض آباد) کے بڑے بوڑھوں میں مشہور رہاہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ جب ادھر سے اپنے سفر کے دوران گذرے تو انھوں نے آپ کے نانا کو مسجد میں دیکھ کر فرمایا کہ "یہ نیک آدمی ہیں"۔ اسی طرح آپ کے والد محترم حافظ قاری خلیل اللہ صاحبؒ بھی جامع مسجد کے امام وخطیب، ورع وتقوی میں ضرب المثل اور مشہور پیر طریقت حضرت چاند شاہ ٹانڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہء ارادت میں شامل تھے ۔

بچپن ہی سے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، لیکن آپ پر علم کی دُھن ایسی سوار تھی کہ دن کو تو کام کرتے رات کو پڑھنے بیٹھ جاتے۔ غربت ویتیمی کے اس دور میں والدہ، چھوٹے بھائی اور چار بہنوں کی کفالت وخبر گیری کے بارِ گراں کے باوجود تعلیم وتعلم سے رشتہ کبھی نہ ٹوٹا۔ کتابیں ہمیشہ حرزِ جان بنی رہیں اور علماء کی محبت وصحبت سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہے۔ باضابطہ مکتب ومدرسہ میں داخل ہو کر تو پڑھ نہیں سکے لیکن اپنی محنت وذہانت سے اردو وفارسی کے معیاری ذوق کے ساتھ ہندی و انگلش کا ضروری علم بھی حاصل کیا۔ عربی کی صلاحیت کا اندازہ تو اس مجموعہ کے

ناظرین خود کر لیں گے۔ ذہانت و فطانت خداداد تھی۔ معاصر تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالی نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ طب و حکمت سے بھی اللہ تعالی نے حظ وافر مرحمت فرمایا۔ طب یونانی اور ایلو پیتھک کے ایک کامیاب معالج ہیں۔ حذاقت کا عالم یہ ہے کہ ادھر تقریباً پندرہ بیس برسوں سے محض اپنے خاص مجربات ومرکبات پر مطب چل رہا ہے۔ اسلامی علوم خصوصاً فقہ و تصوف زیادہ عزیز رہا۔ فقہ کی جزئیات پر وہ عبور ہم جیسے افتاء کی سند لے کر ڈھونے والے بغلیں جھا کیں۔ تصوف کے جملہ سلاسل کی باریکیوں کا علم اور پھر وہ اعتدال و توازن جو شاید انھیں کا حصہ ہو۔ علاقہ کے علماء وصلحاء جس طرح آپ کے زہد و تقوی سے متاثر نظر آتے ہیں آپ کے علم کی گہرائی اور فراستِ ایمانی کے بھی معترف ہیں۔ اتباع سنت، حمیت اسلامی کی وجہ سے انھوں نے ہمیشہ آپ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور عزت بخشی۔

ابتدا ہی سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سے عشق کی حد تک لگاؤ رہا، حضرت مدنیؒ نے بھی ہمیشہ بڑی شفقت و محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت مدنیؒ کے انتقال کے بعد اشارۂ منامی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر مصلح الامۃ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوریؒ کے در اقدس پر پہنچے اور وہاں آپ کی الطاف و عنایات کے ساتھ سرخ رو ہوتے رہے۔ ۱۹۶۷ء میں حضرت فتح پوریؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب فیض آبادی ثم جون پوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوریؒ و شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ) کے دامن ارادت سے وابستہ ہوگئے۔ مولانا جون پوری کے مدرسہ ریاض العلوم گوریني ضلع جون پور کے اساسی رکن شوری رہے۔ آپ کو ہمیشہ حضرت مولانا کی توجہ خاص اور قرب نصیب رہا۔ حضرت مولانا نے آپ کو خلعت خلافت و اجازت سے بھی نوازا۔ حضرت مدنی کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب ہنسوریؒ

نے بھی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جہاں بھی رہے حضرات اکابر کے اعتماد اور ان کی عنایات سے بہرہ ور رہے۔ حضرات مشائخ کی جانب سے اجازت و خلافت کے باوجود طالبین کو بیعت نہیں کرتے تھے، لیکن اخیر عمر میں لوگوں کی طرف سے اصرار کی وجہ سے بیعت و تلقین کا سلسلہ شروع فرمایا اور الحمدللہ اس طرح ایک بڑی تعداد کو آپ سے استفادہ کا موقع مل رہا ہے۔

شعر و شاعری میں اس وقت آپ کا جو سرمایہ محفوظ ہے وہ تمام تر نعتوں اور نظموں پر مشتمل ہے جو ماضی میں کبھی شاخِ طوبیٰ، کاروانِ حجاز اور نسیمِ حجاز وغیرہ کے نام سے شائع ہوتے رہے۔ یہ کتاب حلیۂ نبی اکرم ﷺ کے نام سے ہندوستان میں اور پاکستان میں 'جمالِ مصطفیٰ ﷺ' کے نام سے بار بار چھپی۔ ۱۹۹۸ء میں آپ کی کلیات کوثر و زمزم کے نام سے شائع ہوئی۔

آپ کا تعلق ہمیشہ علماء و اہل دل ہی سے رہا، اسی لیے آپ کا کلام معاصر شعراء و ادباء کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ علماء نے ہمیشہ آپ کے صاف ستھرے ذوق، جذب دروں اور سوز و ساز کی داد دی۔ عصر حاضر میں شعر و ادب کے اندر پائی جانے والی بے اعتدالیوں اور بے ضابطگیوں کی وجہ سے شعر و شاعری کے معاصر مزاج و مذاق سے دور رہنے کے باوجود بھی اہل دل اور باذوق علماء نے ہمیشہ آپ کو پذیرائی بخشی اور شہادت دی کہ آپ کے اشعار سے عشق نبوی کی آگ بھڑکتی ہے اور قلب کے لیے تسکین و تسلی کا سامان فراہم ہوتا ہے۔ خصوصاً حلیۂ مبارکہ کی نظم بہت سے علماء و اہل دل حضرات کے معمولات میں شامل ہے اور ان کی شہادت ہے کہ اس نظم سے دل میں نبی اکرم ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور سنتِ نبوی کی اتباع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں جو مسلمان بچوں کو دینی معلومات اور شخصیات سے ناواقف رکھنے کی کوششیں بہت سے طریقوں سے کی جا رہی ہیں، اگر

حلیۂ مبارکہ کی اس کتاب کو ابتدائی عربی کے کسی درجہ میں داخلِ نصاب کر دیا جائے تو اس سے طلبہ کی علمی و عملی تربیت پر اچھا اثر پڑے گا۔

حلیۂ مبارکہ کی نظم آپ کا شاہ کار، شعری زندگی کا حاصل اور سرمایۂ حیات ہے۔ اردو زبان کیا فارسی و عربی زبانوں میں بھی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ شمائل کی ادق اور بلیغ احادیث کو نظم کا جامہ پہنانا اور پھر شعری نزاکتوں کا لحاظ رکھنا یقینا ایک مشکل اور دشوار گزار کام تھا۔ مگر عشق نبوی کی وہ آگ تھی جو آپ کے سینے میں ہمیشہ دہکتی رہی اس نے اس کام کو نہ صرف یہ کہ آسان بنا دیا بلکہ دنیا کی ساری لذتیں اس لذت کے سامنے ہیچ در ہیچ ہو گئیں۔

آپ اس وقت عمر کی نویں دہائی پار کر چکے ہیں، ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی کے عوارض ہیں لیکن الحمد للہ نہایت خوش اوقات اور اَوراد و اشغال کے پابند ہیں، شب و روز کا ایک ایک لمحہ ذکر و فکر کی دولت سے معمور ہے۔ کئی برس سے بصارت سے محرومی ہے لیکن اللہ کے فضل سے قلب و روح روشن تر اور ذہن و دماغ تر و تازہ ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کئی سالوں سے کوئی دانہ حلق سے نیچے نہیں اترا، صرف دودھ یا چائے پر گزارا ہے، گویا ان ربی یطعمنی ویسقین کا بہترین نظارہ، مگر نہ حرفِ شکایت زبان پر ہے اور نہ کسی تکلیف کا اظہار۔ ہم جیسے کوتاہ نظر کیا سمجھیں، آپ کے قریبی علماء وصلحاء کہتے ہیں کہ آپ کی روحانی ترقیات اور احسانی کیفیات قابلِ رشک حد تک روزافزوں ہیں۔ فللّٰہ الحمد والمنّۃ

اللہ سے دعا ہے کہ خیر و عافیت کے ساتھ آپ کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ آمین!

محمد اللہ خلیلیؔ قاسمی

ہدیہ ٔمورے پیشِ سلیماں

بقلم خود

دارم دلے اما چہ دل؟ صد گونہ حرماں در بغل
چشمے وخوں در آستیں، صد اشک طوفاں در بغل
روزِ قیامت ہر کسے در دست دارد نامہ ٔ
من نیز دارم حلیہ ٔ محبوب یزداں در بغل

تاج دارِ اولین و آخرین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مقدسہ، حلیہ مبارکہ کے سلسلے کی احادیث کا منظوم ترجمہ کرنے کی توفیق اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت عظیم الشان انعام وعطیہ ہے، جس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عامی ظلوم وجہول کو یہ سعادت بخشی۔

ہر اُمّتی کے قلب میں پیغمبر اعظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق اور جمال مبارک کے دیدار کی تمنا کروٹیں لیتی رہتی ہے، کتنے ہیں جو یہ حسرت لیے قبروں میں چلے گئے اور کسی خوش نصیب کو اگر کبھی خواب میں ہلکا سا پرتو بھی نصیب ہو جاتا ہے تو بیداری میں بھی آنکھیں بند کر کے برسوں مزے لیتا رہتا ہے :

اے معبر مژدہ ٔ فرما کہ دوشم آفتاب
در شکر خوابِ صبوحی ہم وثاق افتادہ بود

لیکن ہر شخص اپنے طور پر حلیہ ٔ مبارکہ کا تصور کرتا ہے اور اس تصور سے اپنے جذبہ ٔ محبت کی تسکین وتسلی کا سامان فراہم کرتا ہے، حالاں کہ عام طور پر حلیہ

مبارکہ سے صحیح واقفیت ہر شخص کو حاصل نہیں ہے اور شمائل مقدسہ کے باب کی بکھری ہوئی روایات اور اردو کتابوں کی نثر عبارتوں کو ذہن میں جمع کرکے مستحضر رکھنا بہت مشکل بھی ہے۔ اس کے مقابلے میں نظم کا یاد رکھنا سہل ہے مگر افسوس کوئی نظم اردو بلکہ فارسی میں بھی صحیح اور مستند روایات کی روشنی میں لکھی ہوئی دستیاب نہیں ہے۔

یہ عجیب بات ہے بزم نعت و منقبت میں ایک سے ایک سحر طراز آئے لیکن یہ موضوع تشنہ ہی رہا۔ حلیہ مبارکہ کی صحیح ترجمانی اور عکاسی کسی نے بھی نہ کی۔ بہت سے شعراء نے سراپا لکھے ہیں مگر وہ یا تو مجمل و مہمل ہیں یا فرضی، مجازی اور غیر واقعی، یا ان میں غزل کا رنگ ہے، نہ حلیہ مبارکہ سے ان کا کوئی ربط ہے نہ شانِ رسالت سے کوئی مناسبت۔ شعریت اور رنگینی زیادہ سے زیادہ اور حقیقتِ واقعی کم سے کم۔ عقلی گھوڑے اس میدان میں عاجز و درماندہ، ذہنی و فکری تگ و دو سعی لاحاصل۔ دراصل سراپائے مقدس کا کماحقہ بیان اور نورِ مجسم کی صحیح تصویر کشی کسی کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔

حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی محبت اور فدائیت کی دنیائے عشق و محبت میں کوئی مثال نہیں ملتی انھوں نے اپنی اپنی ہمت و حوصلہ کے مطابق اپنے اپنے فدائیانہ انداز اور بلیغ پیرایہ میں شمائل مقدسہ کی جو تعبیر فرمائی ہے، وہ امت پر ان کا احسان عظیم ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ معنوی اور علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالات ظاہری شکل و شباہت، رنگ و جمال اور خلق و خصال کو بھی منضبط فرماکر ان کی بھی تبلیغ فرمائی، ورنہ عاشقان نامراد کی تسلی کے لئے قیامت تک یہ سامان بھی نہ ہو سکتا۔

یہ روایات عربی زبان کی بلاغت کا ایک نمونہ ہیں، ان کی پیچیدہ نحوی تراکیب عام ذہنوں کی دسترس سے بالاتر ہیں اور ان میں عام محاورہ سے الگ غریب الفاظ کی کثرت ہے۔ علماء نے الفاظ کے محض ترجمہ ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بین القوسین میں بھی وضاحت کی ہے اور فوائد بھی لکھے ہیں، نیز حل لغات کے حاشیے بھی چڑھائے ہیں تب جا کر اس کا مفہوم عوام کے ذہنوں سے قریب لا سکے ہیں۔

اس سے آپ اس راہ کے مسافر کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں، جن کو ان تمام نزاکتوں اور لطافتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ربط کے ساتھ جن روایات کا نثر میں بھی بیان کرنا مشکل ہو اس کو نظم کا لباس پہنانا ہو، ان قیود اور لزوم کے ساتھ کہ احادیث کے مفہوم اور راویانِ کرام و شارحین کے مقصودِ بیان سے سرِ مو انحراف نہ ہو، نیز تغزل و تصنع اور عوامی زبان اور رسمی اندازِ بیان سے کلیۃً پاک بھی ہو اور عشق و ادب کا سنگم بھی، اور نہ کوئی شعر، کوئی مصرع، کوئی لفظ بے سند اور بے دلیل ہو۔ تاکہ وہ احادیثِ شمائل کی متفرق و منتشر روایات کا مجموعہ و گلدستہ بھی ہو اور نامانوس و غریب الفاظ کی مفتاح و کلید بھی، اور وہ ایک ایسے آئینہ کا کام دے سکے جو محبوب دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے مقدس کا فی الحقیقت حامل و امین ہو۔ ایک ایک عضوِ مبارک کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت آسان ہو جائے؛ قد و قامت، رنگ و رو، حسن و جمال، رفتار و گفتار، نشست و برخاست کے نظارے سے قلب و نظر کو منور کیا جا سکے۔

یقین کیجیے کہ ایک ایک حدیث کا مفہوم ادا کرنے میں بیسیوں شعر کہے اور چاک کر ڈالے، کبھی مبالغہ ہو گیا اور کبھی نفس الامر کی تعبیر و بیان میں کمی اور نقص واقع ہو گیا۔ اور کبھی خلاف واقعہ ہو کر کچھ کا کچھ ہو گیا۔ فنی حیثیت سے بہت سے اچھے اشعار جب حدیث کے معیار و میزان پر نہیں تُلے تو انھیں مسترد کر دینا پڑا، اور بھرتی کے پھیکے اشعار اور تک بندیوں کو اس لیے گوارا کر لیا کہ وہ حدیث

کے مفہوم سے قریب تھے :

حکایتِ قدِ آں یار دل نواز کنیم
بایں بہانہ مگر عمر خود دراز کنیم

یہ نظم ایک معمولی سے خاکے کی حیثیت رکھتی ہے۔ نہ یہ مکمل ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال و جمال کا احاطہ انسان کی کیا مجال فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ اس بحر بے کنار میں زندگی بھر کوئی غواصی کیا کرے اور موتیوں کی مالا بنایا کرے۔

اس میں شاعری کے محاسن نہ تلاش کیے جائیں، یہاں نہ وہ مقصود ہے نہ اس موضوع کے لیے وہ زیبا۔ اس کاوش سے میری یہ غرض ضرور ہے کہ کسی صاحب صلاحیت کو میری یہ ناقص سعی تازیانہ لگائے اور وہ اس سے بہتر نقاشی کر دے۔

اپنے عجز و قصور اور بے بضاعتی کا مجھے اعتراف و اقرار ہے، میں شرمندہ ہوں کہ اس نظم کا جو حق تھا وہ ادا نہ ہوا، اللہ مجھے معاف فرمائے۔ نہ جانے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کتنی لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوئی ہیں اور خاکم بہ دہن کتنے نامناسب اور بے ڈھنگے الفاظ شانِ رسالت میں استعمال کیے ہوں گے اور احادیث مبارکہ کی کتنی غلط اور غیر صحیح ترجمانی کی ہو گی، اس تازہ ایڈیشن میں جہاں جہاں اور جن جن اشعار کی حدیث کے مفہوم سے مطابقت کا کچھ شبہ ہوا، وہاں وہاں ترمیمات کی گئی ہیں۔ نہیں معلوم کہ اس کوشش کا نتیجہ مثبت واقع ہوا یا منفی۔

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیل من

حلیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا وہاں مفہوم بھی دوسرا ہے لیکن یہی لفظ

اردو زبان میں شکل وشباہت، قد وقامت اور رنگ وصورت کے معنی میں کثیر الاستعمال اور مشہور ومعروف ہے۔ گو اس مفہوم کے اور دوسرے الفاظ بھی ہیں سراپا وغیرہ، لیکن حلیہ کے نام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ضمن میں جو سراپا لکھا جاتا ہے وہ ہر طرح کے مبالغہ سے پاک ہوتا ہے، شناخت کی غرض سے صحیح صحیح شکل وشباہت وغیرہ درج کی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف شعراء نے اپنے اپنے محبوبوں کے جو سراپا لکھے ہیں اور اس میں تخیلاتی، فرضی اور غیر واقعی تشبیہات وتمثیلات میں زمین وآسمان کے جو قلابے ملائے ہیں اس کی اگر تصویر بنائی جائے تو وہ ایک بھیانک اور مضحکہ خیز تشبیہ ہوگی۔ اسی لئے کئی معزز اور مقتدر علمائے کرام کے توجہ دلانے پر بھی کہ عربی زبان میں حلیہ کا معنی دوسرا ہے، ہم نے سراپا وغیرہ کے الفاظ سے گریز کرتے ہوئے اس کتاب کا نام حلیہ ہی رکھا کہ یہ اردو زبان کا محاوراتی لفظ ہے اور یہ نظم بھی اردو زبان کی ہے۔

خود ثنا گفتن زمن ترک ثناست

کیں دلیل ہستی وہستی خطاست

الحمد للّٰه الذي بنعمته تتمّ الصّالحات وصلّى اللّٰه على سيّد الكائنات صلٰوة تسبق الغايات.

عبد السلام مظہر ہنسوری

ہنسور ضلع امبیڈکر نگر (سابق فیض آباد)، یوپی

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۵ فروری ۲۰۱۶ء

حمد

بأسماء اللّٰه الحسنی

اللّٰہ الْخَالِقُ الْبارِئُ الْحَقُّ ھوْ
مَالِکُ الْمُلْکِ ، اَلْمُنْتَقِمْ ، اَلْعَفُوّ

اَلْحَسِیْبُ الْحَفِیْظُ الْحَلِیْمُ الْحَکِیْمْ
اَلصَّبُوْرُ الشَّکُوْرُ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمْ

اَلْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرْ
اَلرَّوٴفُ السَّلاَمُ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرْ

اَلْمُجِیْبُ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدْ
اَلْکَبِیْرُ الْوَدُوْدُ الشَّہِیْدُ الْمَجِیْدْ

اَللَّطِیْفُ الرَّقِیْبُ الْقَوِیُّ الْعَلِیْ
اَلْمَلِکْ ، اَلاَحَدْ ، اَلصَّمَدْ ، اَلْغَنِیْ

اَلْبَدِیْعُ الْمُعِیْدُ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمْ
نُوْرْ ، مُتَعالْ ، اَلْحَیُّ ، رَبٌّ ، عَظِیْمْ

مُوءْمِنٌ ، مُقْسِطٌ ، مُنْعِمٌ ، مَانِعٌ
بَاسِطٌ ، قَابِضٌ ، خَافِضٌ ، رَافِعٌ

مُبْدِئٌ ، بِاعِثٌ ، وَارِثٌ ، جَامِعٌ
ہَادِیٌ ، وَاسِعٌ ، ضَارٌّ ، نَافِعٌ

وَاجِدٌ ، مَاجِدٌ ، وَاحِدٌ ، قَادِرٌ
اَوَّلُ اٰخِرٌ ، بِاطِنٌ ، ظَاھِرٌ

اَلرَّحْمٰنُ التَّوَّابُ الْجَبَّارُ الْقَہَّارْ
اَلرَّزَّاقُ اَلْوَھَّابُ الْفَتَّاحُ الْغَفَّارْ

اَلْقَیُّوْمُ الْقُدُّوْسُ السَّتَّارُ الْحَنَّانْ
اَلْمُصَوِّرُ الْبَرُّ الرَّشِیْدُ الْمَنَّانْ

ذُوْ الْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ ، مُحْیِ مُمِیْتْ
بَاقِیْ، وَالِیْ، حَکَمْ،عَدْل، مُحْصِی، مُقِیْتْ

مُتَکَبِّرْ ، مُقَدِّمْ ، مُوٴَخِّرْ ، جَلِیْلْ
مُقْتَدِرْ ، مُغْنِیْ ، مُعْطِیْ ، مُہَیْمِنْ ، وَکِیْل

نوٹ: قرآن وحدیث میں اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعاوں کا قبول ہونا، یاد کرنے پر جنت کی بشارت اور بہت سے فضائل وبرکات مذکور ہیں، جس کا مقتضی یہ ہے کہ ہر مسلمان اس کو معمول بنائے اور زبانی یاد رکھے۔ یاد کرنے کی سہولت کے لئے اس کو نظم کر دیا گیا ہے کہ نظم کو یاد کرلینا آسان ہوتا ہے۔ شعری ضرورت کے لئے ایسا کرنا ناگزیر تھا کہ کہیں اسم کے الف لام کو گرادیا گیا ہے اور کہیں آخری حرف کی حرکت کو مصرعہ کے آخر میں بھی باقی رکھا اور کہیں درمیان مصرعہ میں گرادیا گیا ہے، ان حرکات وسکنات کو بغور دیکھتے ہوئے پڑھیں۔ علماء نے اس کی صحت سے اتفاق کیا ہے۔

نعت و سلام

بأسماء النبی ﷺ

مُحَمَّدْ ، مُعَظَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
مُفَضَّلْ ، مُكَرَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

مُذَكِّرْ ، مُبَشِّرْ ، مُزَكِّيْ ، مُبَلِّغْ
مُقَفِّيْ ، مُقَدَّمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُم

سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

رَسُوْلٌ ، كَرِيْمٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ
رَؤُفٌ ، رَحِيْمٌ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ

قَسِیْمٌ ، وَسِیْمٌ ، نَسِیْمٌ ، یِتِیْمٌ
حَکِیْمٌ ، کَلِیْمٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

سِرَاجٌ ، مُنِیْرٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ
بَشِیْرٌ ، نَذِیْرٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

اَمِیْنٌ ، مَکِیْنٌ ، مَتِیْنٌ ، مُبِیْنٌ
وَجِیْہٌ ، شَہِیْرٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

مُجَابٌ ، مُجِیْبٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ
نِبِیٌّ ، حَبِیْبٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

مُقِیْلٌ، شَفِیْقٌ ، عَفُوٌّ ، صَفُوْحٌ
فَصِیْحٌ ، خَطِیْبٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

اَحِیْدٌ ، وَحِیْدٌ ، سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ
شَفِیْعٌ ، شَہِیْدٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

مُطَاعٌ، مُطِیْعٌ، مُنِیْبٌ ، نَصِیْحٌ
عَزِیْزٌ ، رَشِیْدٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

غِیَاثٌ، وَکِیْلٌ ، سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ
وَصُوْلٌ ، خَلِیْلٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

حَفِیٌّ ، وَلِیٌّ ، غَنِیٌّ ، قَوِیٌّ
دَلِیْلٌ ، کَفِیْلٌ سَلاَمٌ عَلَیْکُم

سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ سَلاَمٌ عَلَیْکُمْ

اَحْمَدُ مُصْطَفٰی اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ
مُرْتَضٰی، مُجْتَبٰی اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ

صَالِحٌ مُصْلِحٌ ، قَیِّمٌ ، مُنْذِرٌ
سَیِّدٌ ، مُنْتَقٰی اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

شَاھِدٌ ، قَاسِمٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ
حَامِدٌ ، قَائِمٌ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

ھَادِیٌ ، نَاصِحٌ ، فَاتِحٌ ، عَادِلٌ
فَاضِلٌ ، عَالِمٌ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

مُوْمِنٌ ، سَابِقٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ
حُجَّۃٌ ، صَادِقٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ

بَارٌّ ، قَانِتٌ ، رَحْمَۃٌ ، کَامِلٌ
وَاعِظٌ ، نَاطِقٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

سَائِقٌ ، حَاشِرٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ
قَائِدٌ ، اٰمِرٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ

عَاقِبٌ، وَاصِلٌ ، قَدْوَۃٌ ، خَاتَم
طَیِّبٌ ، طَاہِرٌ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْك

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْکْ السَّلاَمُ عَلَیْکْ

یَاقَادِرُ صَلِّ عَلٰی مَوْلاَیَ صَلٰوۃً
تُرْضِیْہِ وَتُرْضِیْکَ وَتَرْضٰی بِہَا عَنِّیْ

تمہید

تازہ کردم داستانِ کوہ کن

تصور میں سراپائے حبیب حق بسائیں گے
دل و دیدہ کی محفل ان کے جلووں سے سجائیں گے

نگاہوں میں جماکر حلیۂ فخر بنی آدم
تخیل کے دریچوں سے انھیں دیکھا کریں گے ہم

یہ حسرت چشم مشتاقِ زیارت کی نکالیں گے
کسی صورت دلِ مہجور کو اپنے سنبھالیں گے

نہاکر آنسوؤں سے خونِ دل سے باوضو ہوکر
قلم بہرِ دعا ہے سر بہ سجدہ ، قبلہ رُو ہوکر

تمناؤں کا اک طوفاں اُمڈ آیا ہے سینے میں
مچلتی ہو مئے گلرنگ جیسے آبگینے میں

مرے دل کو غمِ عشقِ نبی اے میرے باری دے
تڑپ دے، سوز دے، دردوالم دے، بے قراری دے

نہ تھمتی چشم نم میری نہ ہوتا اشک کم میرا
اسی شغلِ مبارک میں نکلتا کاش دم میرا

جہاں روح الامیں ہوں پر سمیٹے شَشدر و حیراں
وہاں جرأت کرے کیا ایک بے مایہ حقیر انساں

جمال و حسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن
مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن

ولیکن ایک مدت سے تقاضا ہے مرے دل کا
کہ لفظی ترجمہ کردوں "احادیثِ شمائل" کا

تغزُّل ہو تصنع ہو نہ کچھ رنگیں بیانی ہو
عباراتِ حدیثِ پاک کی بس ترجمانی ہو

قبولِ حق جو ہوجائے یہ کوشش میرے خامے کی
سیاہی ساری دھل جائے مرے اعمال نامے کی

بہت نازک ہے، مشکل کام ہے، ہمت نہیں ہوتی
کہاں سے لاؤں تعظیم و ادب جرأت نہیں ہوتی

کوئی لغزش نہ ہوجائے الٰہی اس سے ڈرتا ہوں
بھروسے پر تری تائید کے آغاز کرتا ہوں

سراپائے نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

قد و قامتِ مبارک

حبیبِ خالقِ اکبر درود ان پر سلام ان پر
مری جانب سے تا محشر درود ان پر سلام ان پر

نہ پستہ قد[1] نہ لانبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے
میانہ قد[2] سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے

(١) لم يكن رسولُ الله ﷺ بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد وكان ربعة من القوم. (عن على رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ)

(٢) ربعة من القوم ليس بالقصير ولا بالطويل البائن. (عن أنس رضي الله عنه، مسند أحمد) ربعة لا بائن من طوله ولا تقتحمه عين من قصر. (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، رقم الحديث ٢٣٥)

مگر مجمع[۱] میں ہوتے تھے کبھی جب حضرتِ والا
نمایاں اور اونچا ہوتا تھا سروِ قدِ بالا

وہ قامت[۲]، نخلِ طوبیٰ بھی پئے تعظیم جھک جائے
وہ اک شہکارِ فطرت[۳] جس پہ خود خالق کو پیار آئے

گلستانِ لطافت[۴] کا نہالِ آسماں پایہ
وہ قدرت کے خزانے کا دُرِ یکتا گراں مایہ

---

(۱) إذا جاء مع القوم غمرهم (علي ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، رقم الحديث ٢٠٧) ولربما ماشي الرجلين الطويلين فيطولهما. (عائشة ﷺ، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصفهاني، ٥٤٩)

(٢) غصنا بين غصنين. (عن أم معبد ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ٢٣٥)

(٣) إن الله تعالىٰ ما بعث نبيا إلا حسن الصوت وحسن الوجه وكان نبيكم أحسنهم وجها وصوتاً. (عن قتادة، رواه الترمذي والدار قطني، سبل الهدى والرشاد للصالحي، جزء ٢)

(٤) معتدل الخلق (عن هند بن أبي هالة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ) مقصّداً (أبو الطفيل ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

تعلّی کا صنوبر کے گلے میں نغمہ پھنس جائے
اگر دیکھے زمیں میں شرم سے شمشاد دھنس جائے

رنگ و جمال

وجاہت[۱] بھی، فخامت بھی، جمالِ دلبرانہ[۲] بھی
جلالِ[۳] حسن بھی اور عظمتِ پیغمبرانہ بھی

جمیل[۴] و دلکش ایسے دور سے جوں مہرِ تابندہ
جو ہوں نزدیک تو خوش منظر و شیریں و زیبندہ

---

(۱) أوقر الناس في مجلسه (خارجة بن زيد رضي الله عنه، شفاء للقاضي عياض، ١/ ١٣٧)

(٢) فخما مفخمًا (أي عظيما معظّما في الصدور لا أن يكون جسيماً). (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٣) أجمل الناس وأبهاه من بعيد (عن أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥) وأحسنهم قدراً (عن أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥)

(٤) كان أجمل النّاس وأبهاه من بعيد وأحلاه وأحسنه من قريب (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥) لو رأيته رأيت الشمس طالعة (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ١١٦)

اچانک[۱] دیکھ لیتا جب کوئی مرعوب ہوجاتا
جو پھر ملتا تو محبوبِ خدا محبوب ہوجاتا

نہ رنگت سانولی تھی اور نہ تھے اُجلے[۲] بھبھوکے سے
سفید[۳] اور سرخ گورے گندمی[۴] تھے اور چمکتے[۵] تھے

درخشاں جس طرح سیمِ مصفّٰی[۶] کا کوئی پیکر
وہ اک نورِ مجسم بدر کامل[۷] سے بھی روشن تر

---

(۱) من رآه بداهة هابه ومن خالطه معرفة أحبه (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۲) لا بالأبيض الأمهق ولا بالآدم (أنس رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۳) أبيض مشرب (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق) مشرباحمرة (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ١٤٤)

(٤) أسمر اللَّون (انس رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٥) أزهر اللّون (انس رضي الله عنه ، البخاري، كتاب المناقب، صفة النبي ﷺ)

(٦) أبيض كأنما صيغ من فضةٍ (أبو هريرة رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٧) رأيت رسول الله ﷺ في ليلة أضحيان وعليه حُلة حمراء فجعلت أنظر إليه وإلى القمر فلهو عندي أحسن من القمر (جابر بن سمرة رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

نمایاں حسن[۱] یوسف میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گورا رنگ تھا جس میں ملاحت[۲] تھی

زنانِ[۳] مصر کی واں رہ گئی تھیں انگلیاں کٹ کر
یہاں قربان کرڈالے ہیں مردانِ[۴] عرب نے سر

سرِ مبارک و پیشانیٔ اقدس

سرِ اقدس جو نورِ[۵] عقلِ کامل سے منور تھا
کلاں[۶] بالاعتدال آقائے عالی جاہ کا سر تھا

(۱) أنا أملح وأخي يوسف أصبح (مدارج النبوة للشيخ الدهلوي)
(۲) كان أبيض مليحاً (أبو الطفيل، مسلم، كتاب الفضائل ٤٣١٦)
(۳) فَلَمَّا رَأَينه اَكبَرْنَه وَقَطَّعْنَ اَيدِيهُنَّ (الآية، سورة يوسف ٣١)
(٤) لوائم زليخا لو رأين جبينه لآثرن في القطع القلوب على اليد
(٥) أرجح النّاس عقلاً (سبل الهدى والرشاد ١/ ٤٢٧، وشفاء للقاضي عياض ١/ ٦٧)
(٦) ضخم الرأس (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق) عظيم الهامة (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

تھی پیشانی کشادہ[1] مطلعِ انوار ربانی
ملی شمس و قمر کو جس کے صدقے میں یہ تابانی

کاکل و ابروئے مبارک

سیہ[2] گنجان[3] کاکل[4] ہوں اسیر اس کے دل و دیدہ
ذارا مائل[5] بہ خم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ

درازی میں جو بڑھ[6] جاتے تھے نیچے کان کی لَو سے
چمکتی 'مانگ'[7] روشن کہکشاں ہے جس کے پرتو سے

---

(۱) عظيم الجبهة (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۰۱) واسع الجبين (هند بن أبي هالةؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۲) شديد سواد الشعر (أبو هريرةؓ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۳٤)
(۳) وفي أشعاره وطف (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۳٥)
(٤) عظيم الجمة إلى شحمة أذنيه (براء بن عازب، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٥) رجل الشعر (هند بن أبي هالةؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق) ليس بجعد ولا قطط (انس، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۱۱۷)
(٦) يجاوز شعره شحمة أذنيه (هند بن أبي هالةؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۷) إن انفرقت عقيقته فرق وإلا فلا (هند بن أبي هالةؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

گھنے[۱] باریک[۲] اور خم دار[۳] تھے مثلِ کماں ابرو
ذرا کچھ فصل[۴] سے دونوں ہلالِ ضو فشاں ابرو

تھی دونوں ابروؤں کے درمیاں میں ایک رگ[۵] پنہاں
کبھی غصّے میں ہوتے تو ابھر آتی تھی افروزاں

چشمان و مژگانِ مبارک

چمکدار[۶] اور سیہ پُتلی[۷]، بڑی آنکھیں، حسیں آنکھیں
کہ بے سرمہ[۸] بھی رہتی تھیں ہمیشہ سُرمگیں آنکھیں

(۱) أزج الحواجب (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۲) دقيق الحاجبين (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۰۱)
(۳) أبلج (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۱٤٤)
(٤) سوابغ من غير قرن (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٥) عرق يدرّه الغضب (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٦) أحور (أم معبد رضي الله عنها، زادالمعاد ۳/ ٥۰)
(۷) في عينه دعج (دلائل النبوة لابي نعيم الاصفهاني، ح ۲۳۲) أدعج العينين (عن علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۸) أنجل (شفاء، ۱/ ٥۹) فكنت إذا نظرت إليه قلت: أكحل العينين وليس بأكحل (جابر بن سمرة رضي الله عنه، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۲٤)

ذرا سرخی[1] لیے آنکھیں تھیں گلگوں رنگ ہلکا سا
بہشتی ساغروں پر کوثرِ گلرنگ چھلکا سا

سفیدی میں وہ ڈورے[2] سرخ جن پر ہوں فدا جانیں
گھنیری[3]، لمبی لمبی اور کالی کالی مژگانیں

بینیٔ و گوش مبارک

وہ بینیِ مبارک[4] جس پہ نور اک جگمگاتا تھا
کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

مکمل اور موزوں خوشنمائی[5] کیا بیاں کیجے
کہ گوشِ گل سے گوشِ پاک کو تشبیہ کیا دیجے

(۱) أشهل العينين (جابر بن سمرة ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۱۳۳)
(۲) أشكل العينين (جابر بن سمرة ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۱۳۲)
(۳) أهدب الأشفار (علي ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٤) أقني العرنين له نور يعلوه (هند بن أبي هالة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٥) (مدارج النبوة)

روئے انور

وہ گول(۱) اور طول(۲) کو تھوڑا سا مائل چہرۂ انور
مہ و خورشید(۳) جس کے روبرو شرمندہ و کمتر

رخِ تابندہ(۴) جیسے تیرتا ہو آفتاب اس میں
جمالِ حق کا مظہر آئنہ ام الکتاب اس میں

تھے رخسارِ مبارک آپ کے ہموار(۵) اور ہلکے
ورق ہوں جیسے مصحف(۶) کے، نہ پھولے سے نہ پچکے سے

(۱) كان في وجهه تدوير (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۲) ولا بالمكلثم (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۳) لو رأيته رأيت الشمس طالعةً (ربيع بنت معوذ، الدارمي، باب في حسن النبي ﷺ)
(٤) كأن الشمس تجري في وجهه (أبو هريرة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب المشية)
(٥) سهل الخدّين (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٦) كأنه ورقة مصحفٍ (انس رضي الله عنه، مسلم، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف)

دہن و دندانِ مبارک

فراخی[۱] تھی دہن میں اور دُرِ دنداں[۲] کشادہ تھے
جلاء و حسن میں جو موتیوں سے بھی زِیادہ تھے

وہ نوری[۳] کوئی سانچہ تھا کہ جس میں نور ڈھلتا تھا
بوقتِ گفتگو ریخوں سے چھن چھن کر نکلتا تھا

کبھی جب[۴] مسکرادیتے تو بجلی کوند جاتی تھی
در و دیوار پر اک[۵] روشنی سی جگمگاتی تھی

(۱) أشنب (هند بن أبي هالةؓ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۱٤۰)
(۲) مفلج الأسنان (هند بن أبي هالةؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(۳) إذا تكلم رُئِيَ كالنور يخرج من بين ثناياه (ابن عباس ؓ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٤) إذا افتر ضاحكا افتر عن مثل سنا البرق (شفاء، ۱/ ٦۰)
(٥) وإذا ضحك يتلألأ في الجدار (سبل الهدى والرشاد، ۷/ ۱۲۱)

ریش و گردن اور بغل مبارک

گھنی[1] ریشِ مبارک تھی کہ بھر دیتی[2] تھی سینے کو
زیارت کو مسیح و خضر نے مانگا تھا جینے کو

سفید ایسے نہ کچھ موئے مبارک ہونے پائے تھے
عدد میں ریش و سر کے سترہ[3] تک ہونے پائے تھے

بلند و دل فریب[4] و خوش نما تھی آپ کی گردن
بُتِ سیمیں،[5] کی جیسے ہو تراشی یا ڈھلی گردن

---

(۱) كث اللحية (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۲) تملأ صدره (شفاء، ۱/ ٦٠)

(۳) وليس في رأسه عشرون شعرة بيضاء (انس رضي الله عنه، الترمذي، كتاب المناقب، باب في مبعث النبي صلى الله عليه وسلم) قال المحققون إن الشعور الأبيض في رأسه و لحتيه كان سبعة عشر، كذا في فتح الباري)

(٤) في عنقه سطع (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥) أحسن الناس عنقاً (شفاء، ١/ ٦٠)

(٥) كأن عنقه جيد دمية في صفاء الفضة (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

بغل[۱] میں تھی سفیدی جسم اطہر کی طرح تاباں
بدن تھا مشک و عنبر[۲] سے بھی خوشبودار بے پایاں

شانہ مبارک

تھے چوڑے دونوں شانے فصل[۳] کچھ ان میں زیادہ تھا
ذرا ابھرا ہوا تھا سینۂ پاک اور کشادہ[۴] تھا

(۱) إذا سجد يري بياض إبطيه (انس رضي الله عنهما، البخاري، كتاب المناقب، صفة النبي صلى الله عليه وسلم)

(۲) ولا شممت مسكة ولا عنبرة أطيب من رائحة النبي صلى الله عليه وسلم (أنس رضي الله عنه، مسلم، كتاب الفضائل، ح ٤٢٩٩)

(۳) عظيم المنكبين (شفاء للقاضي عياض رحمه الله، ١/ ٦٠) بعيد ما بين المنكبين (براء بن عازب رضي الله عنه، البخاري، كتاب المناقب، صفة النبي صلى الله عليه وسلم)

(٤) مشيح الصدر (شفاء للقاضي عياض رحمه الله، ١/ ١٦٢) واسع الصدر (شفاء للقاضي عياض رحمه الله، ١/ ٦٠) عريض الصدر (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

مہر نبوّت و پشتِ مبارک

میانِ ہر دو شانہ[۱] پشت پر مہرِ نبوت تھی
کبوتر کے جو انڈے[۲] کی طرح تھی، سرخ رنگت تھی

وہ سانچے میں ڈھلی چاندی[۳] کی گویا پشت انور تھی
نہایت دیدہ زیب اور خوب صورت تھی منور تھی

شکم اور سینۂ انور

شکم اور سینہ ہموار[۴] اک نمائش تھی جمالوں کی
تھی سینے[۵] سے لکیر ایک ناف تک باریک بالوں کی

(١) بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين (علي ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٢) غدة حمراء مثل بيضة الحمامة (جابر بن سمرة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب في خاتم النبوة)

(٣) فنظرتُ إلى ظهره كأنه سبيكة فضةٍ (محرش الكعبي ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ١٢٨)

(٤) سواء البطن والصدر (هند بن أبي هالة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٥) موصول ما بين اللبة والسرة بشعر يجري كالخط (هند بن أبي هالة ﷺ، الشمائل

تھے کچھ بال اوپری[۱] حصے میں بازو اور سینے کے
بقیہ کل بدن بے بال[۲] تھا مثل آبگینے کے

ساق و دست اور پائے اطہر

تھیں پتلی پنڈلیاں[۳] ہموار اور شفّاف و زیبندہ
لطافت کا وہ[۴] عالم شاخِ طوبیٰ جس سے شرمندہ

للترمذي، باب الخَلق) دقيق المسربة (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۱) عاري الثديين والبطن مما سوي ذلك أشعر الذراعين والمنكبين وأعالي الصدر (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۲) أجرد (علي ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۳) كان في ساقيه حموشة (جابر بن سمرة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب ما جاء في ضحك رسول الله ﷺ)

(٤) أنظر إلى ساقه كأنها جمارة (سراقة بن جعشم رضي الله عنه، دلائل النبوة للبيهقي، ح ١٢٧)

گٹھیلا جسم[١]، موٹی ہڈیاں[٢]، پُر گوشت[٣] تھے اعضا
تھے لانبے[٤] ہاتھ ، لمبی[٥] انگلیاں متناسب و زیبا

کفِ دست[٦] اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے
گداز و نرم[٧] ، دیبا اور ریشم سے زیادہ تھے

قدم آئینہ[٨] سا قطرہ نہ پانی کا ذرا ٹھہرے[٩]
تھیں کم گوشت اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے[١٠]

(١) متماسك (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٢) ضخم العظام (شفاء) جليل المشاش (علي ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٣) عبل الذراعين والعضدين والأسافل (شفاء للقاضي عياضؒ، ١/ ٦٠)
(٤) طويل الزندين (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٥) سائل الأطراف (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٦) رحب الكفين والقدمين (شفاء للقاضي عياضؒ، ١/ ٦٠)
(٧) ولا مسست ديباجة، ولا حريرة ألين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم (أنس ﷺ، مسلم، كتاب الفضائل، ح ٤٢٩٩) لطيف البشرة رقيق الظاهر (ابو سعيد الخدري ﷺ، شفاء، ١/ ١١٨)
(٨) أحسن البشر قدماً (عبدالله بن بريدة ﷺ، رواه ابن عساكر، سبل الهدى وارشاد، ٢/ ٧٩)
(٩) مُسيح القدمين ينبوٴ عنه الماء (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(١٠) منهوس العقب (جابر ﷺ الشمائل للترمذي، باب الخَلق).خمصانالأخمصين

سیرت وخصائل

رفتارِ مبارک

قدم قوت[۱] سے اٹھتا اور جھک پڑتا تھا دھرنے میں
بلندی[۲] سے جو ہیئت ہوتی ہے نیچے اترنے میں

طمانینت[۳] سے چلتے پاؤں رکھتے[۴] تھے بڑھا کر کے
تواضع[۵] سے نظر نیچی کیے ، سر کو جھکا کر کے

(هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۱) إذا زال زال قلعاً و يخطو تكفياً (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۲) إذا مشى كأنما ينحطّ من صببٍ (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(۳) إذا مشى مشى مجتمعا يعرف في مشيه أنه غير غرض ولا وكل (شفاء، ۱/۱۳۸)

(٤) ذريع المشية (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٥) ويمشي هوناً (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

تھی سرعت[۱] چال میں ہمراہ چل سکتا نہ تھا کوئی
زمیں لپٹی[۲] سمٹتی آتی تھی بہر قدم بوسی

کسر نفسی و تواضع

صحابہؓ کو کبھی[۳] چلنے میں آگے کر دیا کرتے
کوئی ملتا تو پہلے خود[۴] سلام اس کو کیا کرتے

کوئی اپنی ضرورت[۵] کے لیے گر روک لیتا تھا
کھڑے رہتے تھے جب تک خود نہ ہٹ کر چھوڑ دیتا تھا

---

(۱) ما رأيت أحدا أسرع في مشيه من رسول الله ﷺ (أبو هريرة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب المشية)

(۲) كأنما الأرض تُطوَى له (أبو هريرة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب المشية)

(۳) يسوق أصحابه (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٤) ويبدأ من لقي بالسلام (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٥) من جالسه أو فاوضه في حاجة صابره حتى يكون هو المنصرف عنه (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

توجہ پھیر کر سر دوسری جانب نہ فرماتے
کبھی جب دائیں بائیں[1] دیکھنا ہوتا تو مُڑ جاتے

حیا وغیرت

حیا وشرم[2] سے آنکھیں نہ آنکھوں سے ملاتے تھے
نہ نظروں کو کسی کے چہرہ پر اپنی جماتے تھے

تھی عادت دیکھنے کی گوشۂ[3] چشمِ مبارک سے
نہ پورا سر اٹھاتے دیکھ لینے کو نظر بھر کے

فلک کی سمت[4] بھی وحیٔ خدا کی تاک رہتی تھی
مگر اکثر زمیں ہی پر نگاہِ پاک رہتی تھی

(١) وإذا التفت التفت جميعاً (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٢) وكان من حيائه لا يثبت بصره في وجه أحد (شفاء، ١/ ١١٩)
(٣) جل نظره الملاحظة (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)
(٤) خافض الطرف، جل نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، البيهقي، سبل الهدى والرشاد، ٧/ ٢٣)

وقار وعظمت وسنجیدگی[1] قرباں رہا کرتی
جو چپ ہوتے سکوت[2] اور خامشی لمبی ہوا کرتی

فکرِ آخرت

ہمیشہ آخرت[3] کی فکر میں مغموم و رنجیدہ
کبھی راحت نہ پاتے ہر گھڑی افسردہ، ژولیدہ

گہن[4] لگتا تھا جب یا جب ذرا آندھی کا رخ پاتے
تو گھبرا کر نماز اور ذکر میں مشغول ہوجاتے

(١) إذا صمت علاه الوقار (دلائل النبوة للبيهقي، رقم الحديث ٢٣٥)

(٢) طويل السكت (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب كيف كان كلام رسول الله ﷺ)

(٣) متواصل الأحزان دائم الفكرة ليست له راحة (هند بن أبي هالةﷺ، الشمائل للترمذي، باب كيف كان كلام رسول الله ﷺ)

(٤) لما كسفت الشمس خرج ﷺ إلى المسجد مسرعا فزعاً (زاد المعاد، ١/ ٤٣٣)

تعلق مع اللہ و مجاہدہ

ہمہ اوقات[1] بِاللّٰہ ، مَعَ اللّٰہ ، بِاَمْرِ اللّٰہ
بہر آن و زماں لِلّٰہِ ، فِی اللّٰہ، لِوَجْہِ اللّٰہ

نوافل[2] سے شغف اور اس کی کثرت اتنی فرماتے
قیامِ لیل میں پائے مبارک ورم کر جاتے

ترحُّم[3] سے خدا نے عرش سے آواز دی طٰہٰ
مشقت اور محنت آپ سے ہم نے نہیں چاہا

---

(۱) كان بالله ولله وفي الله و مع الله في كل لحظ وآن (شفاء)
(۲) وكان يصلى حتي ترم قدماه (أبو هريرة ﷺ، الشمائل للترمذي، باب العبادة)
وينتفخ قدماه (مغيرة بن شعبة ﷺ، بخاري، كتاب الرقاق، ح ۵۹۹۰)
(۳) طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰي (القرآن، سورة طٰهٰ)

خوف و خشیت

نمازوں[1] میں وہ ضبط گریہ اشکِ غم کے پینے سے
نکلتی تھی صدا پکتی ہوئی ہانڈی کی سینے سے

ضرورت[2] بولنے کی جب نہ ہو خاموش رہتے تھے
کہ ہرگز بے محل[3] اور بے ضرورت کچھ نہ کہتے تھے

مزاح و بے تکلّفی

صحابہ میں کبھی[4] جب رعب و دہشت کا اثر پاتے
تو خوش طبعی بھی کرتے تھے مگر حق بات[5] فرماتے

(١) وهو يصلي ولجوفه أزيز كأزيز المِرجل من البكاء (الشمائل للترمذي، باب ما جاء في بكاء رسول الله ﷺ)

(٢) ولا يتكلم في غير حاجة (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الكلام)

(٣) ولا مفند (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥) يخزن لسانه إلا مما يعنيهم (دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٧)

(٤) وكان يمازح أصحابه ويخالطهم ويحادثهم (شفاء ١/ ١٢١)

(٥) قيل يا رسول الله إنك تداعبنا قال إني لا أقول إلا حقا (أبو هريرة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب المزاح)

نہ کوئی لفظ لایعنی[1] زبانِ پاک پر لاتے
ثواب[2] و اجر کی جو بات ہوتی تھی وہ فرماتے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

نہ اپنے جی[3] کی خواہش سے لبوں پر کوئی حرف آیا
وہی فرماتے تھے جس کا خدا نے امر فرمایا

گفتار و کلامِ مبارک

کبھی جب گفتگو فرماتے تھے موتی[4] پروتے تھے
کہ سب الفاظ واضح ، غیر مبہم[5] صاف ہوتے تھے

---

(۱) قد ترك نفسه من ثلاث المراء والإكثار و ما لا يعنيه (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)

(۲) ولا يتكلم إلا فيما رجا ثوابه (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)

(۳) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰي اِنْ هوَ اِلاَّ وَحْي يوْحٰي (القرآن، سورة النجم)

(٤) كان منطقه خزرات نظم يتحدّرن (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥)

(٥) كان في كلامه ترتيل و ترسيل (جابر بن عبدالله رضي الله عنه ، أبوداؤد، كتاب الأدب، ح ٤١٩٨)

اگر الفاظ گنتا کوئی گن لینا[۱] تھا آساں تر
کہ ہر اک لفظ کو بالفصل فرماتے تھے منہ[۲] بھر کر

کلام[۳] ایسا مکمل ، جامع و پُر مغز ، حقّانی
نہ بالکل مختصر ، مغلق ، ادھورا[۴] ہی نہ طولانی

آوازِ مبارک

نہ آواز آپ کی باریک ہی تھی اور نہ موٹی تھی
’پڑی‘ جیسی تھی[۵]، بھاری پن تھا، پُر عظمت تھی دلکش تھی

---

(۱) كان يتكلم بكلام بيّنٍ فصلٍ يحفظه من جلس إليه (عائشة رضي الله عنها، الشمائل للترمذي، باب الكلام) كان يحدث حديثا لو عده العاد لأحصاهُ (عائشة رضي الله عنها، بخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ)

(۲) يفتتح الكلام ويختمه بأشداقه (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، دلائل النبوة للبيهقي، رقم الحديث ٢٣٦)

(۳) ويتكلم بجواع الكلِم، كلامه فصل، لا فضول فيه ولا تقصير (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الكلام)

(٤) لا نذر و لا هذر (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥)

(٥) وفي صوته صهل (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥)

وسعتِ اخلاق

طبیعت(۱) نرم جو سب کو موافق ہو بہ آسانی
وہ میٹھے اور پیارے بول(۲) پتھر جس سے ہو پانی

وہ چشمِ التفات(۳) ایسی ، وہ اندازِ بیاں ایسا
مخاطب مَیں ہی تھا ہر ایک کو ہوتا گماں ایسا

عنایت(۴) اور توجہ سے نہ ہوتی تھی تمیز اُن کو
ہر اک یہ جانتا میں ہی زیادہ ہوں عزیز اُن کو

---

(١) ليس بالجافي ولا المهين (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الكلام) لين الجانب (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق) وألينهم عريكة (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٢) حلو المنطق (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥) أصدق الناس لهجة (علي رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخَلق)

(٣) وكان يقبل بوجهه وحديثه عليَّ حتى ظننتُ أني خير القوم (عمرو بن العاص رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق).وإن تكلم سماوعلاه البهاء (أم معبد رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٥)

(٤) ويعطي كل جلسائه نصيبه حتى لا يحسب جليسه أن أحداً أكرم عليه منه (علي رضي الله عنه ، الشمائل الترمذي، باب الخُلق)

پردہ پوشی و پردہ داری

کسی[1] میں کوئی خامی قابلِ اصلاح گر پاتے
تو پوشیدہ بہ اندازِ خطابِ عام فرماتے

کراہیّت کی باتوں[2] کا ضروری گر ہوا کہنا
تو باتوں کا اشاروں اور کنایوں میں فقط رہنا

مکارمِ اخلاق

تھے اخلاقِ عظیمہ آپ کے آئینہ[3] قرآں
خوشی اور ناخوشی[4] سب میں اسے کے تابعِ فرماں

---

(١) ولا يكاد يواجه أحدا بشيء يكرهه (أنس رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(٢) وكان يكنّي عما اضطر إليه من المكروهات (أبوداؤد، شفاء)
(٣) وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القرآن، سورة القلم)
(٤) كان خُلقه القرآن يرضى برضاه ويسخط بسخطه (عائشة رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٤٤)

کشادہ[۱] دل، کشادہ[۲] رو، خوش[۳] اخلاق اور خوش سیرت
کسی کی خردہ گیری ، عیب[۴] جوئی کہ نہ تھی عادت

نہ عادت[۵] چیخنے کی ، سخت گوئی ، تند خوئی[۶] کی
نہ خوُغیرت[۷] دلانے، طعنہ دینے، ترش روئی[۸] کی

درشتی[۹] تھی ، نہ تندی تھی ، نہ سختی تھی ، طبیعت میں
تعلق باپ[۱۰] کا سا مہربانی اور مُروَّت میں

(۱) وكان أرحب الناس صدراً (علي رضي الله عنه ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۳۰)
(۲) دائم البشر (علي رضي الله عنه ، الشمائل الترمذي، باب الخُلق)
(۳) سهل الخُلق (علي رضي الله عنه ، الشمائل الترمذي، باب الخُلق)
(٤) ولا يطلب عورته (علي رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق) ولاعياب (علي رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(٥) ولا صخاب (علي رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(٦) ولا فحاش (علي رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق) لم يكن فاحشاً ولا متفحشاً (عائشة رضي الله عنها، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(۷) لا يعيره (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۳۷)
(۸) ولا عابس (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۳۵)
(۹) ليس بفظّ ولا غليظ (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(۱۰) وقد وسع الناس بسطه وخُلقه فصار لهم أباً (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

کبھی غصے[(۱)] میں از جا رفتہ ہوتے اور نہ جھنجھلاتے
کسی سے ظلم کا بدلہ[(۲)] نہ لیتے ، عفو فرماتے

سلامتیِ طبع

امورِ دنیوی[(۳)] میں تو کبھی غصّہ نہ فرمایا
کسی کو[(۴)] اپنے حق کے واسطے ڈانٹا نہ دھمکایا

کبھی بھی امرِ حق[(۵)] میں کوئی کوتاہی نہ فرماتے
نہ تھے ہرگز تجاوز کرکے ناحق کی طرف جاتے

---

(۱) فكان لا يغضبه شيء ولا يستفزه (دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٧)
(٢) ولا يجزئ السيئة بالسيئة ولكن يعفو ويصفح (عائشة رضي الله عنها ، الشمائل للترمذي، باب الخُلق) وما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه إلا أن تنتهك حرمة الله عز وجل (مسلم كتاب الفضائل، ح ٤٢٩٤)
(٣) ولا يغضب لنفسه ولاينتصر لها (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الكلام)
(٤) وما قال لي أف قط (أنس رضي الله عنه ، أبوداؤد، كتاب الادب، باب في الوقار)
(٥) لا يقصر عن الحق ولا يجاوزه (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

صبر و بُردباری

وہ صبر و حلم کا عالم دعا دی دشمن جاں کو
نہ اپنے ہاتھ سے مارا کسی انسان نہ حیواں کو

تحمل[۱] اجنبی کی ناروا باتوں کا فرماتے
کہ بے تہذیبیوں، گستاخیوں کو ضبط کر جاتے

خلافِ طبع[۲] باتوں سے تغافل کر لیا کرتے
نہ باتوں کی پکڑ کرتے[۳]، نہ شرمندہ کیا کرتے

---

(۱) ويصبر للغريب على الجفوة في منطقه ومسألته (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)

(۲) يتغافل عمّا لا يشتهي (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)

(۳) ولا يوئس منه (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)

شفقت و رحمت

وہ حسن خلق[۱] سے دشمن کے رُخ کو موڑ لیتے تھے
عطا و لطف سے ٹوٹے دلوں کو جوڑ لیتے تھے

تھکے ہارے[۲] ہوؤں کا بوجھ اٹھالینے کی عادت تھی
مریضوں کی عیادت بھی، جنازوں[۳] میں بھی شرکت کی

مجلسِ نبوی

حیا و صبر[۴] حلم و علم کی مجلس ، امانت کی
نہ شور و غل[۵] نہ تہمت کی ، نہ عیبوں کی اشاعت کی

---

(۱) وکان يقبل بوجهه وحديثه على أشر القوم يتألفهم بذلك (عمرو بن العاص رضي الله عنه ، الشمائل، باب الخُلق)

(۲) وتحمل الكلّ (بخاري، باب بدء الوحي)

(۳) ويعود المريض ويشهد الجنائز (أنس رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(٤) مجلسه مجلس علم وحياء و صبر و أمانه (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(٥) لا ترفع فيه الأصوات ولا تؤبن فيه الحرم ولا تثنى (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

مجالست وموانست

کبھی مجلس میں اپنے[1] پائے اقدس کو نہ پھیلاتے
خدا کا ذکر[2] اٹھتے بیٹھتے ہر وقت فرماتے

جگہ[3] اپنی نہ مجلس میں کوئی مخصوص فرماتے
کنارے[4] بیٹھ جاتے اور یہی لوگوں کو سکھلاتے

سبھی[5] اس مجلسِ انور میں یکساں اور برابر تھے
مگر وہ[6] جو کہ تقویٰ کے سبب افضل ہوں برتر تھے

(١) ولم ير قط مادّاً رجليه بين أصحابه (شفاء، ١/ ١٢٢)

(٢) لا يجلس ولا يقوم إلا على ذكر (هند بن أبي هالة ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٧)

(٣) ولا يؤطن الأماكن وينهى عن إيطانها (هند بن أبي هالة ﷺ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ٢٣٧)

(٤) جلس حيث ينتهي به المجلس و يأمر بذلك (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(٥) وصاروا عنده في الحق سواءً (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(٦) بل كانوا يتفاضلون فيه بالتقوىٰ (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

مسائل[۱]، واقعے، حالات جو لوگوں کو پیش آتے
وہ خبریں پوچھتے رہتے، انھیں[۲] معلوم فرماتے

نہ باتوں کو کسی کی درمیاں[۳] میں قطع فرماتے
مگر جب گفتگو حد سے گزر جاتی تو اٹھ جاتے

ہمدردی و خبر گیری

بہ شفقت جاں نثاروں کی خبر گیری[۴] کیا کرتے
کہ حالاتِ صحابہ کے تفقُّد میں رہا کرتے

جود و سخاوت

سخاوت اور بخشش[۵] میں وہ فیاض و کرم گستر
عطا و جود میں تھے باد بارش خیز سے بڑھ کر

(۱) ویسأل الناس عمّا في الناس (الشمائل للترمذي، باب التواضع)
(۲) ویتفقد أصحابه (الشمائل للترمذي، باب التواضع)
(۳) ولا یقطع علی أحد حدیثه حتي یجوز فیقطعه بنهي أو قیام (علي رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الخُلق)
(٤) ویتفقد أصحابه (الشمائل للترمذي، باب التواضع)
(٥) کان أجود بالخیر من الریح المرسلة (بخاري، باب بدء الوحي)

درِ اقدس[1] پہ اپنی حاجتیں جو لے کے آتے تھے
مرادیں اپنی پاتے اور کچھ کھا پی کے جاتے تھے

کبھی محروم[2] سائل کو نہ حتی الوسع لوٹاتے
نہ ہوتا تو بہ نرمی و لجاجت عذر فرماتے

متاعِ دنیویّہ ہو کہ کوئی حکم ہو دیں کا
عمومی نفع پہنچاتے تھے ، فرماتے نہ تھے اخفا

سخاوت جس پہ قرباں سائلوں سے 'لَا'[3] نہ کہتے تھے
بچا کر کچھ[4] نہیں رکھتے تھے، خالی ہاتھ رہتے تھے

---

(۱) یدخلون روّادًا ولا یتفرقون إلا من ذواق (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(۲) من سأله حاجة لم يرده إلا بها أو بميسور من القول (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

(۳) وما سئل رسول الله ﷺ شيئاً قط فقال: لا (جابر ﷺ، مسلم، كتاب الفضائل، ٤٢٧٤)

(٤) ولا يدّخر عنهم شيئاً (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

الفقر فخری

تریسٹھ[۱] سال کی عمرِ مبارک آپ نے پائی
مسلسل تین دن بھی[۲] پیٹ بھر روٹی نہیں کھائی

کھجوروں[۳] اور پانی پر معیشت گھر کی چلتی تھی
گزر جاتے مہینے آگ چولھے میں نہ جلتی تھی

کئی دن رات[۴] فاقوں ہی سے اپنے کاٹ دیتے تھے
شکم پر بھوک کی شدت میں پتھر[۵] باندھ لیتے تھے

(۱) إن النّبيّ ﷺ مات وهو ابن ثلاث و ستين سنة (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب ماجاءفي سن رسول الله ﷺ)

(۲) ما شبع رسول الله ﷺ من خبز الشعير يومين متتابعين حتي قبض (عائشة، الشمائل، باب ما جاء في صفة خبز رسول الله ﷺ)

(۳) نمكث شهراً مّا نستوقد بنار إن هو إلا التمر والماء (عائشة رضي الله عنها، الشمائل، باب ما جاء في عيش النبي ﷺ)

(٤) يبيت الليالي المتتابعة طاوياً هو وأهله (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب ماجاءفي صفة خبز رسول الله ﷺ)

(٥) فرفع رسول الله ﷺ عن بطنه عن حجرين (أبوطلحة رضي الله عنه، الشمائل، باب

تھا بستر[۱] ٹاٹ کا اور کُھردُری سی چارپائی تھی
لگی ہوتی تھی جس میں چھال کی رسی کھجوروں کی

کبھی آرام فرما اس پہ جب ہوتے تھے پیغمبر ﷺ
نشانات[۲] اسکے پڑجاتے تھے پہلوئے مبارک پر

تدبیر منزل

تھا گھر کا کام[۳] بھی بازار سے سودا[۴] بھی لادیتے
تھے جھاڑو[۵] بھی لگاتے، اپنے نعلین آپ سی[۶] لیتے

ماجاء في عيش النبي ﷺ)

(۱) وسئلت حفصة: ما كان فراش رسول الله ﷺ؟ قالت: مسحاً نثنيه ثنيتين (حفصة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب الفراش)

(۲) ينام أحيانا على سرير مرمول بشريط حتى يؤثر في جنبه (الشفاء للقاضي عياض، ۱/ ۱٤۲)

(۳) ويخدم نفسه (عائشة رضي الله عنها، الشمائل، باب التواضع) وكان يكون في مهنة أهله (عائشة رضي الله عنه، البخاري، كتاب النفقات، ح ٤۹٤٤)

(٤) ويحمل بضاعته من السوق (الشفاء للقاضي عياض، ۱/ ۱۳۲)

(٥) يقم البيت (سبل الهدى والرشاد، ۷/ ٤۳)

(٦) ويخصف نعله (عائشة رضي الله عنها، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۷۷)

نشستِ طعام

وہ اُکڑو[1] یا دو زانو[2] بیٹھتے جب کھانا کھاتے تھے
نہ تکیہ اور سہارا[3] کچھ ، نہ ٹیک اپنی لگاتے تھے

کبھی زانوئے چپ[4] پر بیٹھتے دایاں کھڑا رکھتے
تواضع اور ادب[5] کی شان کو جلوہ نما رکھتے

تعظیمِ نعمت

نیاز و احتیاج و بندگی کی شان دکھلاتے
کہ گو تھوڑی[6] ہو نعمت ، قدر اور تعظیم فرماتے

---

(۱) إنما كان جلوسه للأكل جلوس المستوفز مقعيا (سبل الهدى والرشاد، ۷/ ۱۸۰)

(۲) جثا رسول الله ﷺ (الجثو جلوس المرء على ركبتيه) (دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲٦۰٥) رأيت النبي ﷺ مقعيا يأكل تمراً (والمعقي هو الذي يلصق إليته بالأرض وينصب ساقيه، أنس رضي الله عنه، مسلم، كتاب الأشربة، ح ۳۸۰۷)

(۳) لا آكل متكئاً (أبو جحيفة رحمه الله، البخاري، كتاب الأطعمة، ح ٤۹۷۹)

(٤) وينصب الرجل اليمني ويجلس على اليسري (فتح الباري، شرح حديث أبو جحيفة رضي الله عنه في كتاب الاطعمة، رقمه ٤۹۷۹)

(٥) تواضعاً لله وأدباً بين يديه (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية – ج ۲ ص ٤۱۱)

(٦) يعظم النعمةَ وإن دقّت لا يذم منها شيئاً (هند بن أبي هالة رضي الله عنه، الشمائل، كتاب الكلام)

کبھی میز [۱] اور چوکی پر نہ کھانا نوش فرماتے
زمیں[۲] پر بیٹھ جاتے اور دسترخوان[۳] پر کھاتے

مرغوبات وماکولات

ثرید[۴] و سرکہ اور میٹھی غذا محبوب رکھتے تھے
کدُو اور شہد کو اور زَیت کو مرغوب رکھتے تھے

(۱) ما أكل على خوان ولا على سكرجة (أنس رضي الله عنه، البخاري، كتاب الأطعمة، ح ٤٩٩٥)

(۲) كان رسول الله ﷺ يجلس على الأرض ويأكل على الأرض (ابن عباس رضي الله عنهما، شعب الإيمان للبيهقي، التاسع والثلاثون، ح ٧٩٦٨) إنما أجلس كما يجلس العبد وآكل كما يأكل العبد (زاد المعاد، ٤/ ٢٠٢)

(۳) فقلت لقتادة فعلى ما كانوا يأكلون قال على هذه السُفُر (البخاري، كتاب الاطعمة، ح ٤٩٩٥)

(٤) كان يحب الحلواء و العسل (عائشة رضي الله عنها، الترمذي، كتاب الأطعمة، ح: ١٧٥٤) كان النبي ﷺ يعجبه الدباء (أنس رضي الله عنه، الشمائل، في صفة إدام رسول الله ﷺ) قال النبي ﷺ: نعم الإدام الخل (جابر بن عبد الله، الشمائل، في صفة إدام رسول الله ﷺ) قال النبي ﷺ: كلو الزيت وادهنوا به فانه من شجرة مباركة (عمر بن الخطاب رضي الله عنه، الشمائل، في صفة إدام رسول الله ﷺ)

نہایت شوق[۱] سے کھانے کی "کُھر چُن" آپ نے کھالی
تھا آبِ سرد و شیریں[۲] بھی پسندِ خاطرِ عالی

تقلیلِ منام وطعام

بہت کم سونے والے[۳] اور تھوڑا پیتے کھاتے تھے
رسولِ پاک کا ہنسنا[۴] یہ تھا بس مسکراتے تھے

جو سوتے تھے تو اپنی[۵] داہنی کروٹ پہ ہوتے تھے
وہ دایاں ہاتھ رخسارے[۶] کے نیچے رکھ کے سوتے تھے

(۱) وكان يعجبه الثفل (أنس رضي الله عنه ، مسندأحمد، ح ١٢٨٢١)
(٢) وكان أحب الشراب إليه الحلو البارد (عائشة رضي الله عنها ، الشمائل للترمذي، باب ما جاء في صفة شراب رسول الله ﷺ)
(٣) وكان قليل الأكل والنوم (أم معبد رضي الله عنها) (الشمائل للترمذي)
(٤) وكان لا يضحك إلا تبسماً (جابر بن سمرة رضي الله عنه ، الشمائل للترمذي، باب ما جاء في ضحك رسول الله ﷺ)
(٥) كان رسول الله ﷺ اذا آوى إلى فراشه نام على شقه الأيمن (براء بن عازب، بخاري، كتاب الدعوات، ح ٥٨٤٠)
(٦) وكان إذا أخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خدّه الأيمن (براء بن عازب، الشمائل، باب ماجاء في نوم رسول الله ﷺ)

وہ خرّاٹے[۱] بھی لیتے تھے کہ جس میں خوش گواری تھی
کہ ہوتی سانس میں آواز ہلکی ، پھونکنے کی سی
حدث سے پاک[۲] ہوتے ، باوضو رہتے جو سوتے تھے
کہ آنکھیں سوتی تھیں دل[۳] سے مگر بیدار ہوتے تھے

نشستِ عام وضبطِ اوقات

وہ اکثر بیٹھنے[۴] میں دونوں گھٹنوں کو کھڑا رکھتے
کنارے اس کے حلقہ دونوں ہاتھوں کا بنا رکھتے
ہر اک معمول[۵] کا اک انتظامِ خاص رکھتے تھے
نہایت اعتدال[۶] اور ضابطے سے سب ادا کرتے

(۱) وكان إذا نام نفخ (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب النوم)
(۲) وكان إذا نام نفخ فأتاه بلال فآذنه بالصلوة فقام وصلى ولم يتوضّأ (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب النوم)
(۳) تنام عيني ولا ينام قلبي (عائشة رضي الله عنها، بخاري، كتاب المناقب، ح ٣٣٠٤)
(٤) وكان أكثر جلوسه ﷺ محتبيا (شفاء ١/ ١٣٧)
(٥) لكل حال عنده عتاد (الشمائل للترمذي، باب التواضع)
(٦) معتدل الأمر غير مختلف (الشمائل للترمذي، باب التواضع)

خوشبوئے ذاتی وطیبِ خلقی

کسی کوچے سے ہوتا جب گزر(۱) محبوب باری کا
تو چلتا کارواں اک نکہتِ بادِ بہاری کا

فضا ساری مہک جاتی تھی وہ جس راہ سے جاتے
نکلتے جستجو میں جو وہ خوشبو سے پتہ پاتے(۲)

نہ عطر و عود و عنبر ، نہ مہک مشک تتاری کی
وہ اک(۳) خوشبو تھی ذاتِ اقدسِ محبوب باری کی

پسینہ(۴) پونچھ کر رکھتے صحابہ جسم اطہر کا
جو خوشبو میں گلاب و مشک و عنبر سے بھی بہتر تھا

---

(۱) لم يكن في طريق فيتبعه أحد إلا عرف أنه سلكه من طيب عرفه أو ريح عرقه (دلائل النبوة للبيهقي، أبواب غزوة تبوك، ح ۲۳۱۹)

(۲) لايسلك طريقا إلا عرف أنه قد سلكه من طيب عرفه (جابر ﷛، دارمي، كتاب المقدمة، باب في حسن النبي ﷺ)

(۳) وذكر إسحاق ابن راهويه إن تلك كانت رائحته بلاطيبٍ (شفاء، ۱/ ۶۳)

(۴) دخل علينا النبي ﷺ فعرق فجاء ت أمي بقارورة فجلعت تسلت العرق فيها فاستيقط النبي ﷺ فقال يا أم سليم ما هذا الذي تصنعين؟ قالت هذا عرقك نجعله في طيبنا وهو أطيب الطيب (أنس ﷛، مسلم، كتاب الفضائل، ح ۴۳۰۰)

مُصافِح(۱) جس کو ہونے کی سعادت ہاتھ آتی تھی
تو پورا دن گزرجاتا مگر خوشبو نہ جاتی تھی

کسی بچّے کے سر(۲) پر دستِ رحمت پھیر گر دیتے
تو سب بچوں میں خوشبو سے اُسے ممتاز کر دیتے

قوتِ بصارت

وہ پیچھے(۳) سے بھی اپنے دیکھتے تھے جیسے آگے سے
اندھیرے(۴) میں بھی آتا تھا نظر مانند اُجالے کے

---

(۱) یصافحه المصافح فیظل یومه یجد ریحها (هند بن أبي هالة ﷺ، دلائل النبـوة، ۲۳۸)

(۲) ویضعها علی رأس الصبي فیعرف من بین الصبیان من ریحها علی رأسـه (هنـد بن أبي هالة ﷺ، دلائل النبوة، ۲۳۸)

(۳) وکان یری من خلفه کما یری من أمامه (شفاء، ۱/ ٦٧) إني لأراکـم مـن وراء ظهري (السنن الکبري للبیهقي، ۲/ ١٦)

(٤) کان النبي ﷺ یری في الظلمة کما یری في الضوء (عائشة ﷺ، شفاء، ۱/ ٦٨)

انھیں قدرت[1] تھی یکساں قرب و دوری کے نظاروں کی
ثریا میں نظر آتی چمک گیارہ[2] ستاروں کی

قوت و شجاعت

مقابل[3] میں نہ تھا کوئی، دلیری اور شجاعت میں
برابر تیس یا چالیس مردوں[4] کے تھے طاقت میں

رُکانہ پہلواں[5] ملکِ عرب کا رستمِ اعظم
کیا اس نے یہ شرط اسلام لے آنے کی مستحکم

میں لے آؤں گا ایماں تم سے کُشتی میں اگر ہارا
رسول اللہ نے پکڑا اٹھایا اور دے مارا

---

(۱) وكان يرى من بعيد كما يرى من قريب (شفاء)
(۲) وكان يرى في الثريا أحد عشر كوكبًا (شفاء)
(۳) كان رسول الله ﷺ أشجع الناس (أنس رضي الله عنه ، دلائل النبوة للبيهقي، ح ۲۵۲)
(٤) أنه أعطي قوة ثلثين (أنس رضي الله عنه ، البخاري، كتاب الغسل، ح ۲٦۰) أعطيت قوة أربعين في البطش والنكاح (المعجم الأوسط للطبراني، باب الالف، ح ۵۷۸)
(۵) وصرع ركانة أشد أهل زمانه حين دعاه إلى الإسلام وعاوده ثلث مرات (الحديث بكامله عن اسحاق بن يسار رضي الله عنه في دلائل النبوة للبيهقي، أبواب غزوة تبوك، ح ۲۵۱۳)

دوبارہ اور سہ بارہ ، پھر اٹھا اپنا لیے کَس بَل
نبی نے پھر پچھاڑا عقل اس کی ہوگئی مختل

لباس وپوشاک

لباس اکثر رہا کُرتا(۱)، سفید(۲) اور کُھردرا(۳) موٹا
جو لمبائی میں نیچے نصف(۴) پنڈلی تک پہنچتا تھا

کبھی پوشش(۵) تھی لنگی اور چادر دھاریوں(۶) والی
کبھی کملی(۷) بھی جسمِ پاک پر اوڑھے ہوئے کالی

---

(۱) كان أحب الثياب إلى رسول الله ﷺ يلبسه القميص (أم سلمة رضي الله عنها، الشمائل للترمذي، باب اللباس)

(۲) عليكم بالبياض من الثياب ليلبسها أحياؤكم وكفنوا فيها موتاكم فإنها من خيار ثيابكم (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب الباس)

(۳) فيلبس في الغالب الشملة والكساء الخشن والبرد الغليظ (شفاء، ۱/ ۹۵)

(٤) وكان ذيل قميصه وإزاره إلى أنصاف الساقين (زاد المعاد، ٤/ ۲۱۷)

(٥) كان عثمان بن عفان رضي الله عنه يأتزر إلى أنصاف ساقيه وقال هكذا كانت إزرة صاحبي يعني النبي ﷺ (الشمائل للترمذي، باب الإزار)

(٦) كان أحب الثياب إلى النبي ﷺ أن يلبسها الحبرة (أنس رضي الله عنه، البخاري، كتاب اللباس، ح ٥٣٦٦)

(۷) خرج ذات غداة وعليه مرط من شعر أسود (عائشة رضي الله عنها، الشمائل للترمذي، باب اللباس)

ٹوپی وعمامہ

سفید[1] اور گول ٹوپی ہوتی تھی چپکی[2] ہوئی سر سے
میسر آرہے تھے جس کو بوسے موئے اطہر کے

سر اقدس پہ ٹوپی پر عمامہ[3] باندھتے سرور
جو ہوتا تھا سفید، اور رنگ میں کالا[4] زیادہ تر

---

(١) كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم يلبس قلنسوة بيضاء (سبل الهدى والرشاد: ٧/ ٢٨٤)

(٢) كان لرسول الله صلى الله عليه وسلّم كمّة بيضاء بطحاء وهي لازقة بالرأس غير ذاهبة في الهواء (سبل الهدى والرشاد: ٧/ ٢٨٥)

(٣) قال ركانة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس (سنن الترمذي، ح ١٧٠٦)

(٤) أن عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر كانت بيضاء، وفي الحضر كانت سوداء (سبل الهدى والرشاد: ٧/ ٢٧٦)

انگوٹھی مبارک

تھی چاندی کی انگوٹھی[۱] ، مُہر[۲] کا بھی کام چلتا تھا
نگینہ پر محمّد رسول اللّٰہ کندہ[۳] تھا

(۱) کان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم من ورق (أنس بن مالك ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخاتم)

(۲) لما أراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكتب إلى العجم قيل له : إن العجم لا يقبلون إلا كتابا عليه خاتم ، فاصطنع خاتما فكأني أنظر إلى بياضه في كفه (أنس بن مالك ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخاتم)

(۳) كان نقش خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم : محمد سطر ، ورسول سطر ، والله سطر (أنس بن مالك ﷺ، الشمائل للترمذي، باب الخاتم)

نعلین مبارکین

تھی چپل[۱] کی طرح کی ساخت نعلین معلی کی
زباں کی شکل کی ہیئت[۲] تھی جو چرمِ مصفیٰ[۳] کی

تلہ دُہرا[۴] تھا اور دُہرے[۵] تھے تسمے دو جگہ اس میں
لگی تھیں پشتِ پا پر بیچ میں دو پٹیاں جس میں

وہ تسمے ڈال لیتے انگلیوں میں اپنی پیغمبر
انگوٹھے کے بھی پاس[۶] اک بیچ کی انگلی کے بھی اندر

---

(۱) كان لنعل رسول الله ﷺ قبالان (أبو هريرة رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب اللباس)

(۲) كانت نعله ﷺ مخصرة معقبة ملسنة والملسنة هي التي في مقدمها طول على هيئة اللسان (المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية للباجوري ١٨٤)

(۳) يلبس النعال اللتي ليس فيها شعر (ابن عمر رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب النعل)

(٤) رأيت رسول الله ﷺ يصلي في نعلين مخصوفتين (أنس رضي الله عنه، الشمائل للترمذي، باب النعل)

(٥) مثنّى شراكهما (ابن عباس رضي الله عنهما، الشمائل للترمذي، باب النعل)

(٦) وكان ﷺ يضع أحد القبالين بين الإبهام والأخرى بين التي تليها والأخري بين الوسطي والتي تليها (المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية للباجوري ١٨٥)

هــــذا مثـــــال نعالــــهٖ
صـــــلّوا عليــــه و آلــــه
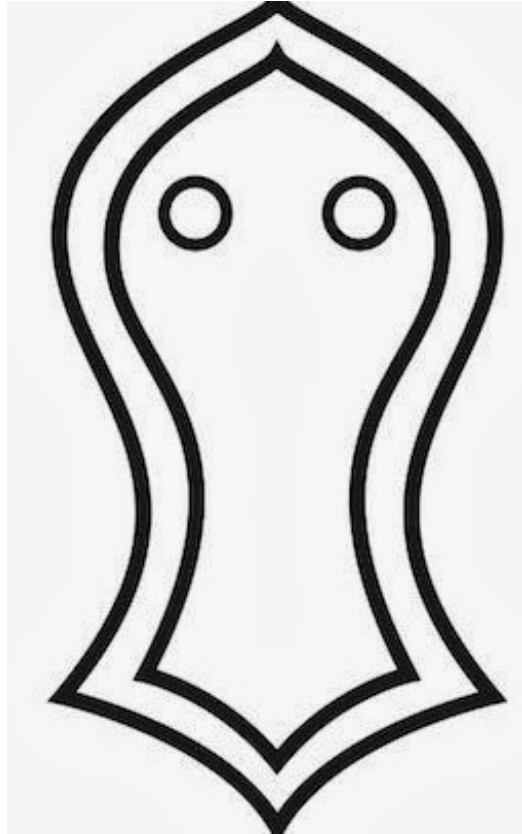
سیرت طیبہ کا اجمالی خاکہ

رسولِ پاک کی بعثت سے منشائے خدا کیا ہے؟
رسالت کے فرائض کیا ہیں؟ کارِ انبیاء کیا ہے؟

یہ مقصد ہے پیمبر بھیجنے سے ربِّ باری کا
کہ تا پاجائے انساں راستہ پرہیزگاری کا

حریص انساں کہیں دنیا کے پھندے میں نہ پھنس جائے
قیودِ نفس و شیطاں سے رہائی آدمی پائے

جہاں سے شرک و بدعت کی سیاہی دور ہوجائے
نفاق و گمرہی کی تیرگی کافور ہوجائے

چمن جھلسے ہوئے انسانیت کے لہلہا اٹھیں
جمالِ حق سے سینوں کے اندھیرے جگمگا اٹھیں

ہٹانا مادیت کی طرف سے ذہنِ انسانی
اٹھانا پردۂ رازِ ترقیاتِ روحانی

نہ فرقِ رنگ و خوں ، نےَ امتیازِ ابیض و اسود
تُلیں میزان عند اللّٰہ اتقاکم پہ نیک و بد

مروّت ، دوستی ، الفت شعاری عام کردینا
بپا عالم میں ہرسو پرچمِ اسلام کردینا

حمایت بے کسوں ، بیواؤں کی ، آفت نصیبوں کی
اعانت زیر دستوں کی ، غلاموں کی ، غریبوں کی

یتیموں ، بے نواؤں ، بے سہاروں کی مدد کرنا
ضعیفوں ، مفلسوں کی ، غم کے ماروں کی مدد کرنا

بشارت خلد کی دینا خدا سے ڈرنے والوں کو
ڈرانا نارِ دوزخ سے بغاوت کرنے والوں کو

احاطہ ہو نہیں سکتا ہے بعثت کے مقاصد کا
مصالح کا منافع کا فرائض کا فوائد کا

جہاں میں گو ہزاروں انبیاء و مرسلیں آئے
بالآخر تاج دارِ اولین و آخریں آئے

ادا حقِّ رسالت کردیا سردارِ عالم نے
خدا کے آخری پیغمبرِ نورِ مجسم نے

ہزاروں دکھ اٹھاکر ، گالیاں سن کر ، ستم سہ کر
وطن تج کر ، سکونت چھوڑ کر ، بے خانماں ہوکر

اٹل بنیاد پر توحید کردی استوار اس نے
کیا سب جامۂ شرک و ضلالت تار تار اس نے

کٹی تاریکیٔ کفر ، ایک زرّیں انقلاب آیا
سنبھالے پرچمِ نورِ ہدایت آفتاب آیا

بہ فیضانِ توجہ سب اندھیرے ہوگئے روشن
بہ حسنِ تربیت سارے بیاباں بن گئے گلشن

درِ توحید پر بھٹکی ہوئی انسانیت آئی
جہاں بانی کی محکوموں ، غلاموں نے سند پائی

طبائع کو یہاں تک فیضِ صحبت نے جِلا بخشی
فرشتہ خو ، مہذب ، نیک طینت بن گئے وحشی

تھے جتنے راہزن سب ہوگئے قوموں کے رکھوالے
مسیحا بن گئے دختر کو زندہ گاڑنے والے

ودیعت اس قدر کی ملتِ بیضا کو تابانی
قیامت تک نہیں اب حاجتِ پیغمبرِ ثانی

نبی کے پاک ہاتھوں دین کامل[1] ہوگیا آخر
سفینہ آکے ہم آغوشِ ساحل ہوگیا آخر

وہ فتح و کامیابی پائی اس ہادیٔ برحق نے
سرِ عرشِ معلی سے مبارک باد دی حق نے[2]

نبوّت کے مشن کی کرچکے تکمیل آں سرور
تو حاصل ہوگیا اب مدعائے زیست پیغمبر

وہ وقت آیا شبستانِ عدم تابندگی پائے
یہ خورشید اپنے نوری مستقر کا قصد فرمائے

* * *

يَا قَادِرُ صَلِّ عَلٰى مَوْلاَيَ صَلٰوةً
تُرْضِيْه وَ تُرْضِيْكَ وَ تَرْضٰى بِهَا عَنِّيْ

(۱) اَلْيَوْمَ اَكمَلْتُ لَكمْ دِينكمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيكمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكمُ الْاِسْلاَمَ دِينًا (القرآن، سورة المائدة: ۳)

(۲) سورة النصر.

بلغ العلی بکمالہٖ

(شیخ سعدیؒ کے قطعہ کی پیروی میں)

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

میں فقیر و عاجز و ناتواں فقط ایک دست سوال ہی

نہ زباں میں تاب مقال ہی نہ رسا ہے فکر و خیال ہی
کوئی حرف نعت کا لکھ سکے نہ قلم کو ہے یہ مجال ہی
جو ذرا بھی جرات شوق ہو تو ہوں سوختہ پر و بال ہی
نہ ادب شناسیٔ جبرئیل نہ سوز وساز بلال ہی
میں فقیر و عاجز و ناتواں فقط ایک دست سوال ہی

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

بلغ العلی بکمالہٖ

وہ محمد احمد مصطفی ، وہ نبی امی و ہاشمی
وہی ناسخ صحف و ملل ، وہ امام اور سبھی مقتدی
’لك ذكرك‘ کی وہ رفعتیں کہ مبشر اس کے ہر اک نبی
سر عرش تک اسی خوش خرام کے نقشِ پا کی ہے روشنی
بلغ العلی بکمالہٖ　　　　بلغ العلی بکمالہٖ

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

کشف الدجی بجمالہٖ

ہو جبینِ ماہ عَرَق[1] عَرَق، جو تجھے میں ماہ لقا کہوں
بڑی کش مکش میں ہوں تجھ کو شاہد منتظر کہوں، کیا کہوں

---

(۱) عربی محاورہ میں عرق کا را ساکن اور اردو محاورہ میں را مفتوح ہے۔ مثال:
موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

بخدا خدا نہیں تجھ کو نورِ خدا کہوں تو بجا کہوں
تجھے اے سراجِ منیر کیوں نہ ضیائے ارض و سما کہوں
کشف الدجی بجمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

حسنت جمیع خصالہٖ

ترا جلوہ رحمت و عفو کا، تری خوئے بندہ نواز میں
تری بارگاہ میں فرق کچھ نہیں غزنوی و ایاز میں
وہ چمن کھلادئے حسن خلق کے ریگ زار حجاز میں
کہ عدو بھی آکے اسیر سب ہوئے تیری زلفِ دراز میں
حسنت جمیع خصالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

صلوا علیہ وآلہٖ

یہ نعت ووصف ومدح جو نہ کبھی کسی سے تمام ہو
مرا مضطرؔ ان پہ ہمیشہ تا بہ اَبد درود و سلام ہو
یہی ورد میرا رہے سدا، یہی شغل میرا مدام ہو
کہ درود و پاک لبوں پہ ہو، وہ قعود ہو کہ قیام ہو
صلوا علیہ وآلہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدجی بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

مناجات

تری حمد اور احقرِ بشر، تری شان جل جلالہ
مگر اک عبادت معتبر، تری شان جل جلالہ

ترا جلوہ سب پہ عیاں عیاں، تری ذات سب سے نہاں نہاں
ظن و وہم سے بھی ہے فوق تر، تری شان جل جلالہ

مری دوریوں کا یہ فاصلہ، ترے قرب کا یہ معاملہ
رگِ جاں سے بھی ہے قریب تر، تری شان جل جلالہ

ہے کلام پاک ترا رواں، تھی کہاں یہ ایسی مری زباں
مری گندگی پہ نہ کی نظر، تری شان جل جلالہ

تو چھپے کھلے کا علیم ہے، تو رحیم ہے، تو کریم ہے
سبھی عفو ہوں، سبھی در گذر، تری شان جل جلالہ

ہے امید روزِ حساب میں کہ لکھا ہے تری کتاب[1] میں
کروں رحم ہے مرے ذمہ پر، تری شان جل جلالہ

ہوں ترے حبیب کا امتی، جو تو بخش دے انھیں ہو خوشی
کہ ہے خاطر ان کی عزیز تر، تری شان جل جلالہ

وہ ترا عدو وہ مرا عدو، نہ کر اس لعین کو سُرخ رُو
مجھے اپنی آگ میں ڈال کر، تری شان جل جلالہ

مری حاجتیں تو ہزار ہیں، ملیں مجھ کو یا نہ کوئی ملیں
ملے مجھ کو تری رضا مگر، تری شان جل جلالہ

ترا کلِمہ میری زباں پر، ترا فضل ہو مری جان پر
مرا اس جہاں سے ہو جب سفر، تری شان جل جلالہ

ہے دعائے مضطرِؔ ناسزا، کہ نہ روٹھے مجھ سے تو اے خدا
یہی ایک عرض ہے مختصر، تری شان جل جلالہ

---

(۱) کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلَی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الآیة)

مصنف کے بارے میں

نام:	حضرت الحاج قاری عبدالسلام مضطرؔ ہنسوری
وطن:	قصبہ ہنسور ضلع امبیڈکر نگر (سابق فیض آباد) یوپی
سن پیدائش:	۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۲ھ
ارادت و تعلق:	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
	مصلح الامۃ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
اجازت وخلافت:	حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم جون پوری رحمۃ اللہ علیہ
	حضرت مولانا عبدالجبار ہنسوریؒ خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مجموعہائے اشعار جو مختلف ناموں سے شائع ہوئے:

گلدستہ حرم	ناشر: حاجی منظور علی فاروقی، بانس منڈی لکھنؤ	۱۹۶۰ء
وہابی نامہ	نشاط پریس ٹانڈہ، فیض آباد	۱۹۷۰ء
کاروانِ حجاز	مکتبہ ریاض العلوم گورینی، جون پور	۱۹۸۰ء
شاخِ طوبیٰ	مدرسہ کرامتیہ دارالفیض جلال پور، فیض آباد	۱۹۸۵ء
حلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	مدرسہ کرامتیہ دارالفیض جلال پور، فیض آباد	۱۹۸۷ء
نسیمِ حجاز	نشاط پریس ٹانڈہ، فیض آباد	۱۹۹۰ء
حلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	اشاعت السنہ، کالینہ، ممبئی	۱۹۹۴ء
کوثر و زمزم (کلیات)	ہنسور ضلع امبیڈکر نگر	۱۹۹۸ء
جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	عبدالقادر اینڈ سنس، گلشنِ اقبال، کراچی	۲۰۰۰ء
شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرید بک ڈپو، دہلی	۲۰۰۵ء
شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکتبہ عکاظ دیوبند	۲۰۰۷ء

Al-Salam Academy Deoband-247554
www.deobandonline.com